ماهنامه

نصرت الجهاد

جولائی ۱۹۹۱ء

Shah Vahdat Yar

الحاج جلال الدین" حقانی"
متحدہ عرب امارات کے امیر سے ملاقات کر رہے ہیں

حضرت عمر فاروق (رض) فرنٹ کے کمانڈر حاجی محمد ابراہیم
دشمن سے چھینے ہوئے اسلحے کا عجائب گھر دیکھ رہے ہیں

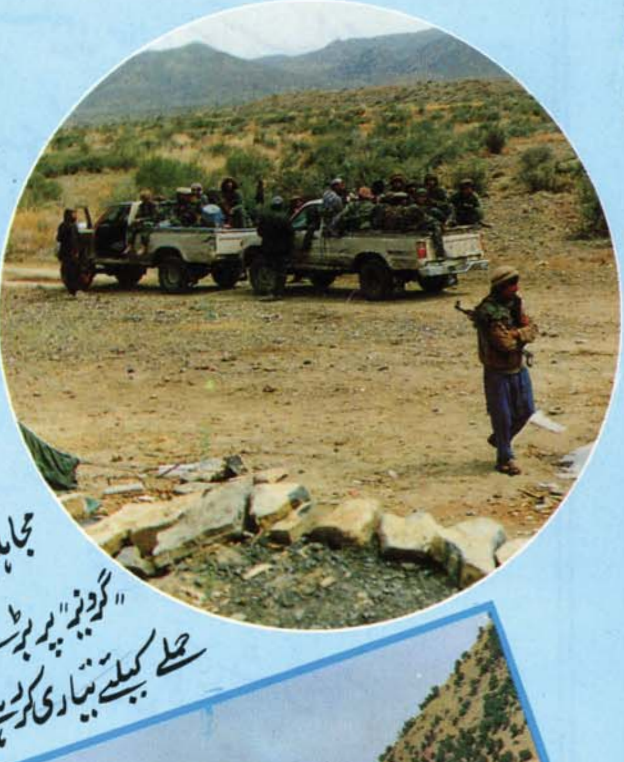

مجاہدین
"گردیز" پر بڑے
حملے کیلئے تیاری کر رہے ہیں

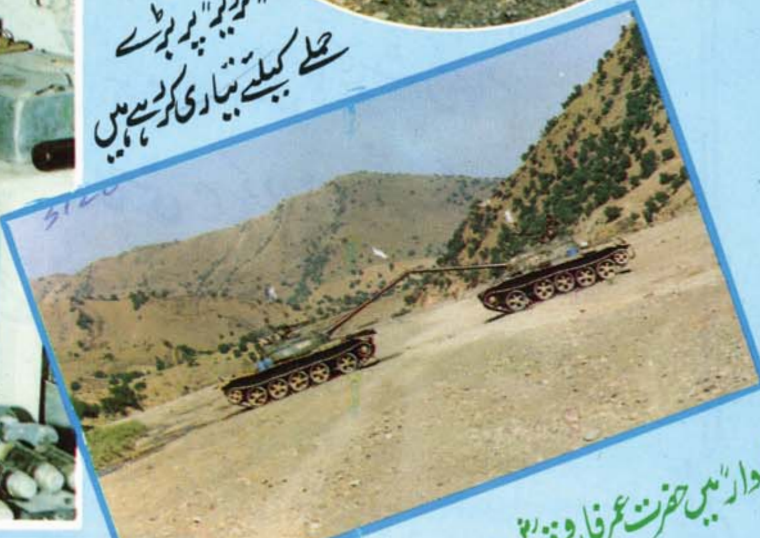

"ژوار" میں حضرت عمر فاروق" جہادی فرنٹ کا ایک منظر

دُعا

ذکر تیرا ہو لب پہ صبح و شام
وجہِ تسکینِ جاں ہو تیرا نام

تیرے قرآں پہ ہو عمل میرا
سرمدی لُطف دے ترا پیغام

ہو نگاہوں کا نُور تیرا گھر
جس پہ رکھتی ہے گردشِ ایّام

جن پہ ہر دم ہے نُور کی بارش
پھر نظر آئیں مجھ کو وُہ در و بام

ہو مرے سامنے وُہ بیتِ عتیق
جس سے ملتا ہے رُوح کو آرام

پھر حرم میں ہو رتجگا میرا
ہو میسّر مجھے بقائے دوام

مجھ کو حاصل رہے رضا تیری
ہو مری زندگی کا خوش انجام

حمد کی شکل ہوں مرے آنسو
خامشی میں کروں میں تجھ سے کلام

جب ہو ہنگامِ نزع حفظ پر
اس کے لب سے ادا ہو تیرا نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد شاہ (اوریا) وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat Yar

ماهنامه

نصرت الجهاد

جولائی ۱۹۹۱ء

بانی: الحاج مولوی جلال الدین حقانی

چیف ایڈیٹر ـــــ الحاج عبدالباری شہرت ننگیال

مدیر ـــــ الحاج سید عبداللہ

سال تاسیس: ۱۴۱۱ھ ق، ۱۳۶۹ھ ش، ۱۹۹۰ء

جلد (۱)، شمارہ (۹)، مسلسل نمبر (۹)، جولائی ۱۹۹۱ء، محرم الحرام ۱۴۱۲ھ ق، سرطان ۱۳۷۰ھ ش

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ
۲۔ الحاج کمانڈر ابراہیم سے انٹرویو
۳۔ کابل کی ناجائز حکومت کے خاتمے ....
۴۔ جہاد کے خلاف تازہ سازشیں ---
۵۔ ژوارہ میں واقع جہادی کانفرنس کا تعارف
۶۔ واقعۂ کربلاء ---
۷۔ حاجی ممتاز خان کا انٹرویو
۸۔ افغانستان میں (کے جی بی) کی سرگرمیاں۔
۹۔ ببرک کارمل کی واپسی ...
۱۰۔ حرف ایک نام
۱۱۔ کشمیری تحریک حریت کے خلاف ....
۱۲۔ الجزائر میں اسلامی بیداری ....
۱۳۔ جہاد۔ طلب غنائم، قومی حمیت ...
۱۴۔ اخبار جہاد۔
۱۵۔ شہداء

پتہ:
ماہنامہ "نصرت الجہاد"
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳
یونیورسٹی ٹاؤن۔ پشاور۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ چندہ: -/۱۰۰ روپے
ششماہی: -/۵۰ روپے
فی پرچہ: -/۸ روپے

بیرونی ممالک:
سالانہ ۲۰ ڈالر
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۵۵۹
حبیب بنک کنٹونمنٹ برانچ صدر روڈ
پشاور۔ پاکستان

اداریہ

مسئلہ افغانستان کے متعلق سیاسی حل کے غباروں سے ہوا نکل گئی ہے

۳۱ مارچ ۱۹۹۱ء کو جب الحاج جلال الدین "حقانی" کی دانشمندانہ رہنمائی اور ولولہ انگیز قیادت کے تحت اور ہمارے غیور و جیالے مجاہدین کے قومی و مضبوط بازوؤں کی متفقہ و متحدہ اور فیصلہ کن کاروائیوں کے نتیجے میں خوست شہر و چھاؤنی کی مکمل فتح عمل میں آئی تو لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی، کیونکہ اس سے پہلے ایک مخصوص مدت کے لیے اور بے پناہ وجوہ کی بناء پر (جو سب پرانیاں ہیں) ہماری فتوحات اور جہادی کاروائیاں تعطل کا شکار ہو چکی تھیں، جس کی وجہ سے مسئلہ افغانستان کے بارے میں چہ میگوئیاں اور بزعم خود قیاس آرائیاں شروع ہونے لگیں، چنانچہ مغربی ذرائع ابلاغ اور اسلام دشمن عناصر یہ تاثر دینے میں بڑے زور شور سے مصروف عمل رہے کہ گویا خدانخواستہ افغان مجاہدین کی جہادی کاروائیاں قطعی طور پر رک گئی ہیں اور مستقبل میں مجاہدین کی فتوحات و کامیابیوں کے امکانات کم ہو گئے ہیں۔ اس دوران نہ صرف یہ کہ مسئلہ افغانستان کے بارے میں سیاسی حل کے نام سے نام نہاد کوششیں کی گئی تھیں، بلکہ افغان مجاہدین اور جہاد افغانستان کے حق میں روسی و امریکی لابی اور مغربی ذرائع ابلاغ نے بڑی گستاخی سے کام لیتے ہوئے ہمارے عمل کو سبوتاژ اور گزشتہ چودہ سالوں کی جد و جہد اور بے پناہ قربانیوں کے نتیجے میں حاصل کئے گئے، ہمارے مسلمان عوام کے افتخارات اور قریب الوقوع مکمل کامیابی کے ثمرات کو کسی اور کی جھولی میں ڈالنے کی بزدلانہ کوششیں کرنے لگے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انکی یہ سبھی کوششیں اور مزموم عزائم اس وقت نقش بر آب ہو گئیں، جب کمیونسٹوں کے مرکز اور روسی اسلحہ و جنگی ساز و سامان کا ڈپو خوست شہر مجاہدین کی زد میں آکر ایک مہینے کے متواتر کامیاب معرکے کے نتیجے میں فتح اور دشمن کو جبراً نہ ہونے والی شکست کا سامنا کرنا پڑا، خوست وہی کمیونسٹوں کا گڑھ، کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کا قابل فخر فوجی ٹھکانہ اور سٹریٹیجک اہمیت کا حامل شہر تھا!

مجاہدین کے ہاتھوں فتح خوست نے دشمن کے سارے اندازے اور قیاس آرائیوں کو غلط ثابت کر کے صورتحال کا نقشہ بدل دیا، اسلام اور جہاد افغانستان کے دشمن طاقتوں کو اپنا منہ دیکھنا پڑا۔ اور اقوام عالم پر جہاد افغانستان

اور افغان مجاہدین سے متعلق انکے جھوٹے پروپیگنڈے اور غلط و بے بنیاد افواہات و تبلیغات کا پھندا کھل گیا، چنانچہ انکے سامنے اس کے بغیر کوئی اور راستہ باقی نہ رہا کہ وہ ایک بار پھر افغان مسئلے کے سیاسی حل کا شوشہ چھوڑ کر ہمارے جہادی راہنماؤں اور دیگر جہادی قوتوں کے درمیان اس مسئلے کے حل کے سلسلے میں اختلافات اور کشمکش کو جنم دے تاکہ اس طرح وہ سیاسی حل کے نام پر زہر آلود اور اپنے مزموم اور ناپاک عزائم پورا کرنے کی خاطر روس امریکہ گٹھ جوڑ کے عین مطابق اور افغان عوام کی امنگوں اور آرزوؤں کے خلاف ناقابل قبول تجاویز پیش کر کے جہادِ افغانستان کے منزل مقصود کو مشکوک خدشات اور توہمات کا شکار بنا سکے، لیکن ان عناصر کو جان لینا چاہیئے کہ افغان عوام بے وقوف اور حقائق کے اندھے نہیں وہ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ سکتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ انہیں اپنے مستقبل کا تعین کس طرح اور کس طریقے سے کرنا چاہیئے۔

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل اور دیگر حلقوں کی طرف سے پیش کردہ ذلیل تجاویز جس میں نجیب انتظامیہ سے افغان مجاہدین کے براہ راست مذاکرات اور عبوری دور کے بعد ہونے والے انتخابات میں ہمارے پندرہ سولہ لاکھ شہداء کے قاتل اور ساٹھ لاکھ بے گناہ عوام کے تمامتر مصائب و آلام کی باعث خلق و پرچم (وطن پارٹی)، کو حصہ دینا شامل ہے۔

یہ عمل درآمد ہماری غیرت مند قوم کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں۔ ہم اس طرح ذلیل اور بزدلانہ سیاسی حل پر مسلح جہاد کو ترجیح دیتے ہیں، ہمارے جیالے اور غیور مجاہدین کو آئے دن نئی نئی فتوحات نصیب ہوتی جا رہی ہیں اور ہر محاذ پہ دشمن ذلیل و خوار ہو کر شکست و نابودی سے دوچار ہوتا جا رہا ہے۔

صوبہ وردگ کے دارالحکومت میدان شہر، بدخشان، قندھار، گردیز، کابل، جوزجان اور دیگر مختلف مقامات پر افغان جیالے مجاہدین کے بے شمار فتوحات ہمارے اس دعوے کا کھلم کھلا ثبوت ہے، خوش آئند بات یہ ہے کہ اب سبھی جہادی کاروائیاں متحدہ طور پر اور ہمارے نڈر جہادی کمانڈروں کی طرف سے تشکیل دی گئی عمومی شوریٰ کی حکمت عملی اور فیصلوں کے عین مطابق ہو رہی ہیں جن میں فتح و کامیابی کا راز مضمر ہے۔

اس حساس اور نازک مرحلے میں جبکہ ہمارے سولہ لاکھ شہداء کا پاک خون رنگ لا کر افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک مکمل عادلانہ اسلامی حکومت کا قیام ناگزیر ہو گیا ہے، ہمیں مغربی و مشرقی اسلام دشمن طاقتوں کی گٹھ جوڑ اور سازش کے نتیجے میں مسئلہ افغانستان کے حوالے سے بروئے کار لانے

والی نام نہاد سیاسی حل کی کوششیں منظور و قبول نہیں ہیں، یہ کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتیں، کیونکہ یہ کوششیں خلوص دل اور افغان قوم کی مشکل حل کرنے کی بناء پر نہیں بلکہ یہ بد نیتی پر مبنی ہیں اور ان کوششوں کا اصلی مقصد افغان عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ کرنا اور پس پردہ مغرب و مشرق اسلام دشمن طاقتوں کے مزموم اور ناپاک عزائم پورے کرنا ہے یہ عجیب سی بات ہے کہ شکست خوردہ اور ذلیل دشمن کو اب سیاسی حل کے ذریعے ہمارے دلیر اور فاتح مجاہدین کے سامنے کھڑا کر کے براہِ راست مذاکرات اور انتخابات میں حصہ دینے کی بزدلانہ تجاویز پیش کرنے کی جرأت کی جا رہی ہے، حالانکہ ایسی منفی تجاویز پر مبنی کوئی بھی سیاسی حل ہماری برحق جدوجہد جہاد افغانستان کے مقاصد اور افغان عوام کی امنگوں اور چودہ سالہ انقلاب کے سراسر منافی ہے جو کسی بھی حالت میں ہمارے لیے قابلِ قبول اور قابلِ برداشت نہیں۔

افغانستان کے گوشے گوشے میں آئے دن مجاہدین کے ہاتھوں شاندار فتوحات اور نجیب مزدور رژیم کا دائرہ اختیار روز بروز تنگ کرنا اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ حق کے پروانے افغان مجاہدین اس مسئلے کے موجب حل کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنے مستقبل کے تعین کے خود حقدار ہیں۔

گزشتہ دو تین مہینوں کے دوران جہاں کہیں بھی مجاہدین اور کابل کٹھ پتلی حکومت کی فوج کے درمیان جتنی لڑائیاں واقع ہوئی ہیں۔ ان میں مجاہدین کو قابلِ داد اور صد تحسین کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں، جبکہ کابل انتظامیہ کو شکست اور خواری و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

ہمارے مجاہد عوام کی فتوحات کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اب مجاہدین گروپوں، تنظیموں اور الگ الگ کمان کے تحت نہیں بلکہ ایک واحد کمان اور جہادی کمانڈروں کی عمومی "شوریٰ" کے فیصلوں، احکامات اور رہنمائی کے تحت متحدانہ طور پر دشمن کے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں اور انشاءاللہ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر پیار، محبت اور پوری یگانگت سے یہ عمل جاری رہے گا۔

جہادی کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کا تیسرا اجلاس انشاءاللہ عنقریب منعقد ہونے والا ہے۔ جس کے بعد دشمن کے پلید بدن پر بیک وقت کاری ضرب لگانے اور جیالے مجاہدوں کی طرف سے متفق و متحد شکل میں "شوریٰ" میں ہونے والے فیصلوں کے مطابق عمومی حملے کئے جائیں گے، چنانچہ جلال آباد بدخشان، قندھار، ہرات، گردیز اور دیگر مقامات میں ابتدائی طور پر اس عمل کا آغاز ہو چکا ہے۔

اس لیے اب مسئلے کے سیاسی حل کا عمل بیکار ہو کر رہ گیا ہے اور جلد ہی انشاءاللہ مسلح جدوجہد

(باقی ص ۱۶ پر)

علماء اور افغانستان کے جہادی کمانڈروں کی شوریٰ کا

مشترکہ اعلامیہ

ماضی قریب میں جبکہ جہاد افغانستان سیاسی اور فوجی لحاظ سے ایک نازک اور حساس مرحلہ پر پہنچ چکا ہے۔ مختلف بین الاقوامی اداروں کی جانب سے مسئلہ افغانستان کے حل کے لیے وسیع پیمانے پر کوششیں ہو رہی ہیں، جنہوں نے ذرائع ابلاغ اور عام اذہان اپنی شعاعوں میں لے رکھے ہیں۔

یہ پُرزور مساعی یا تو غیر افغانی محافل اور یا پھر ان افغانوں کے ذریعے ہو رہی ہیں، جو افغان مسلمان قوم کے برحق جہاد میں نہ تو براہ راست شریک رہے ہیں اور نہ ہی انہیں اس راہ میں کوئی اہم رول ادا کرنے کا حق حاصل ہے۔

یہ محافل اس لیے ایسا کرنے کی جرأت کر رہے ہیں اور اس راستے سے وہ مسئلہ افغانستان میں اپنے آپکو شریک کرنا چاہتے ہیں کہ جہادی تنظیموں کے رہنما ایک واحد سیاسی قیادت جسے تمام افغانوں کی حمایت حاصل ہو، تشکیل دینے میں تاحال کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔

ان کوششوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ افغانستان کے مستقبل کا تعین غیروں کے ہاتھوں میں ہو اس بنا پر ہمیں یہ انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ کوششیں افغان مسلمان قوم کی خیر و فلاح اور ہمارے لاکھوں پیارے شہداء کا آرمان پورا ہونے پر منتج ہو سکیں گے۔

اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ ایک واحد سیاسی قیادت اور صدق دل سے جہادی تنظیموں کے درمیان عدم اتحاد و یگانگت نے بیرونی مداخلت کے لیے نہ صرف یہ کہ راہ ہموار کر دی ہے۔ بلکہ ہمارے مسلمان اور مجاہد عوام کی ناامیدی کے اسباب بھی فراہم کر دیئے ہیں۔ موجودہ ناموافق صورتحال نے ہمارے اس جہاد کی کامیابی و دوام کو شک و تردد کا شکار کر دیا ہے جو کسی بھی صورت میں ہمارے شہید پرور قوم کے لیے قابل تائید اور برداشت نہیں اس لیے ہمیں حکیمانہ اسلوب اور مناسب و موثر طریقے سے موجودہ صورتحال سے نکلنا چاہیئے۔ لہٰذا شورائے علماء اور افغانستان کے فیلڈ جہادی کمانڈروں کی عمومی شوریٰ جہاد کے موجودہ حساس اور نازک مرحلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے دین مقدس اسلام کے احکام کے مطابق جہادی تنظیموں کے درمیان مخلصانہ

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

بڑے شہروں پر حملوں کی منصوبہ بندی تیار کی جارہی ہے

کمانڈر حاجی محمد ابراہیم سے انٹرویو

نامور کمانڈر اور جناب الحاج مولوی جلال الدین "حقانی" کے بھائی جناب حاجی ابراہیم پچھلے دنوں کسی جہادی مشن کے سلسلے میں پشاور تشریف لائے ہوئے تھے۔ حاجی ابراہیم کسی تعارف کے محتاج نہیں، وہ فتح خوست کے تاریخی معرکے میں شایانِ شان کردار ادا کر چکے ہیں، وہ اس معرکے کے دوران اپنے دلیر مجاہدین سمیت صف اول میں رہیں۔ خوست کے علاوہ دشمن کیخلاف بے شمار کاروائیوں میں بنفسِ نفیس حصہ لیتے ہوئے یادگار کارنامے انجام دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ "تہ اوارہ" فرنٹ کے کمانڈر انچارج کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ۱۳ جولائی ۱۹۹۱ء کو الحاج جلال الدین حقانی کے دفتر سیاسی میں ان سے ملاقات ہوئی، وہ انتہائی اچھے موڈ میں تھے ہم نے اس زریں فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ننگرہار اور موجودہ حالات سے متعلق ان سے کئی ایک مختصر سوالات کئے جنہیں ان کے خندہ پیشانی سے دیئے ہوئے جوابات کے ساتھ قارئین کرام کے نذر کئے دیتے ہیں۔ (ادارہ)

سب سے پہلے ہم نے جناب حاجی ابراہیم صاحب سے خوست اور نواحی علاقے میں امن و امان کی صورت حال کے بارے میں دریافت کیا۔ تو انہوں نے یوں جواب دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خوست تمام تنظیموں کے مجاہدین کے اتفاق و اتحاد کی برکت سے فتح ہوا ہے اور اب بھی یہ اتحاد و اتفاق برقرار ہے

امن و امان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تمام ساز و سامان بھاری اسلحہ جو غنیمت کے طور پر دشمن سے حاصل کیا گیا ہے محفوظ جگہوں میں رکھا گیا ہے۔ اور اب بھی وہاں موجود ہے ان مقامات پر مجاہدین کی حفاظتی چوکیاں ہیں اور مجاہدین انکی حفاظت کیلئے پہرہ دے رہے ہیں۔ سب کے درمیان اتفاق و اتحاد موجود ہے

اور کسی قسم کا اختلاف انکے درمیان موجود نہیں۔

سوال :- کیا اب بھی خوست اور نواحی علاقوں پر کابل مزدور رژیم کی طرف سے فضائی اور زمینی حملے کئے جا رہے ہیں؟

جواب :- ہاں! اب بھی کابل کٹھ پتلی حکومت خوست اور نواحی علاقوں پر بمباری کر رہی ہے۔ ہفتہ میں ایک یا دو بار مجاہدین کے ٹھکانوں اور آزاد علاقوں پر ناگہانی

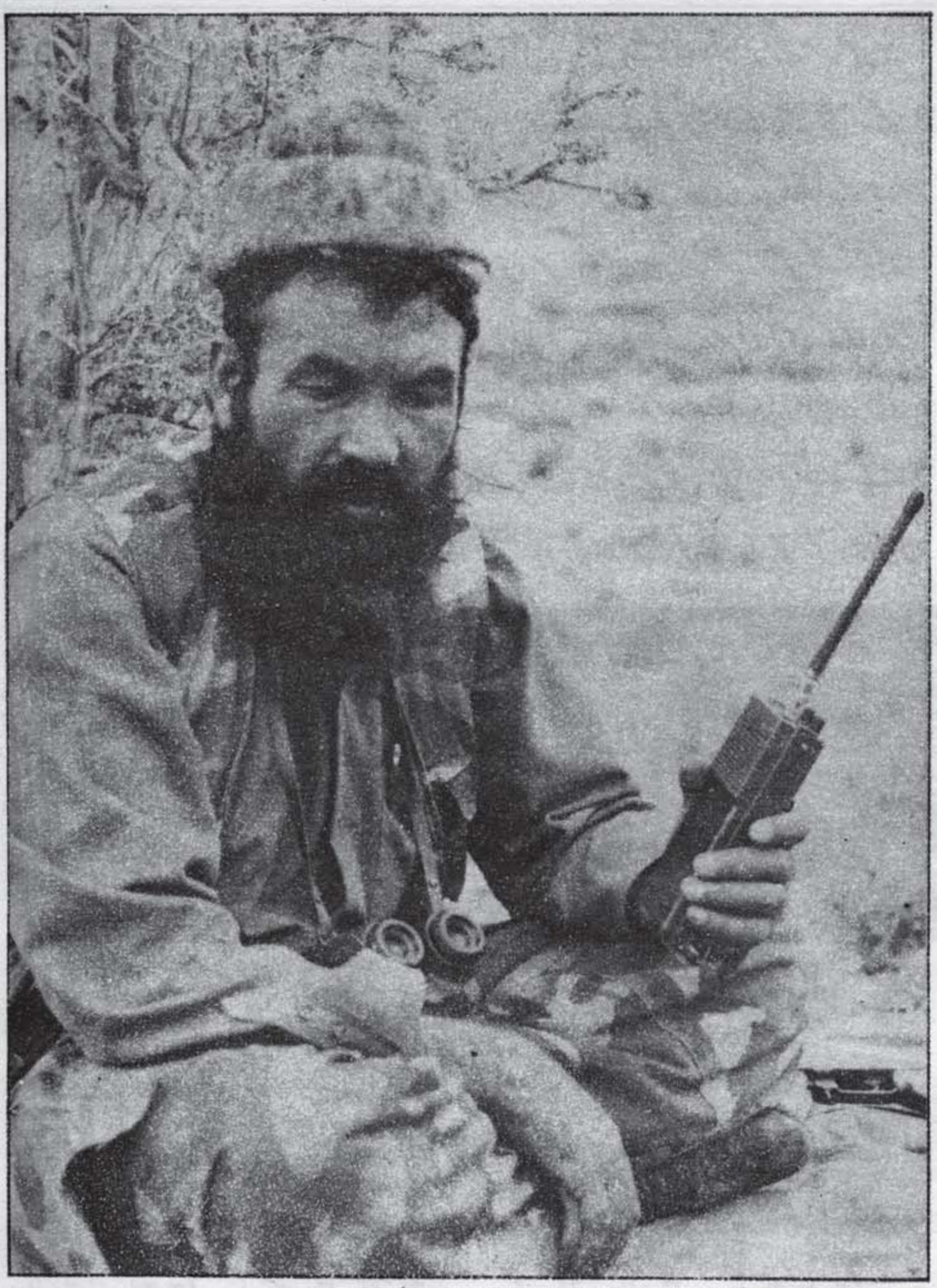

اور اچانک حملے کئے جاتے ہیں۔ اور طیاروں کے ذریعے تو بمباری تقریباً روز کا معمول ہے۔ یہ بمباری دیہاتوں اور شہریوں پر یکساں ہوتی ہے۔

سوال:۔ کیا مستقبل قریب میں گردیز، غزنی یا دیگر بڑے شہروں پر مجاہدین کی طرف سے کسی بڑی کاروائی منصوبہ ہے اور یہ کہ موجودہ حالات میں جناب الحاج حقانی صاحب کے کتنے مجاہدین دشمن پر حملہ کرنے کیلئے تیار اور چوکس ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں! مجاہدین گردیز، غزنی اور دارالحکومت (کابل شہر) پر بڑے اور فیصلہ کن حملوں کا منصوبہ رکھتے ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں کافی حد تک مثمر اور نتیجہ خیز کام ہو چکا ہے۔ اور کچھ کام ابھی ہو رہا ہے امید ہے کہ اللہ تعالے کے فضل وکرم سے اس منصوبے کا کام جلد ہی مکمل ہو جائے گا اور ان شاء اللہ کامیاب کاروائیوں کا آغاز عنقریب ہوگا۔

جہاں تک "حقانی" صاحب کے مجاہدین کی تعداد کا تعلق ہے تو یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ محض "گردیز" پر چاروں اطراف سے حملے کرنے کیلئے کم سے کم حقانی صاحب کے سترہ اٹھارہ ہزار مجاہدین چوکس ہیں اور ہم اس سلسلے میں مزید مجاہدین ریزرو رکھنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔

سوال:۔ افغانستان سے روسی افواج کی واپسی کے بعد مجاہدین کی امداد معطل ہو گئی تھی، کیا اب بھی وہی صورتحال ہے یا مجاہدین کی امداد کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا ہے؟

جواب:۔ جس طرح کی امداد افغانستان میں روسی افواج کی موجودگی کے دوران ہو رہی تھی۔ اب وہ حالت نہیں رہی مطلب یہ کہ موجودہ حالات میں مجاہدین

خوست تمام تنظیموں کے مجاہدین کے اتفاق واتحاد کی برکت سے فتح ہوا ہے اور اب بھی یہ اتحاد و اتفاق برقرار ہے، امن وامان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ (الحاج کمانڈر ابراہیم)

کی مناسب امداد نہیں ہو رہی ہے لیکن پھر بھی تھوڑی بہت امداد ہو رہی ہے۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ لیکن جہاں تک گردیز غزنی اور کابل جیسے بڑے شہروں پر ہمارے مجاہدین کے بڑے حملوں کے منصوبے کا تعلق ہے تو یہ سب کچھ ہم اللہ تعالےٰ پر توکل اور اسی کی مدد و نصرت کی امید سے کرتے ہیں۔

سوال:۔ گذشتہ ماہ گردیز کے مقام پر کابل انتظامیہ کی فوج اور مجاہدین حق کے درمیان مسلسل ۱۲ دن تک شدید جنگ جاری رہی۔ مولانا منصور صاحب کے ایک اخبار کے مطابق مذکورہ جنگ صرف انہی کے مجاہدوں نے لڑی ہے۔ دوسرے مجاہدین اس میں شرکت سے باز رہیں۔ کیا یہ درست ہے اگر ہاں تو پھر مجاہد کمانڈروں کا اتحاد کہاں گیا؟

مجاہدوں نے دشمن کا ایک ہیلی کوپٹر عملہ سمیت جو ۱۴ افراد پر مشتمل تھا مار کر تباہ کر دیا۔ (۳) توپ، ۴ ٹینک اور ۸ گاڑیوں کو تباہ کر کے وافر مقدار میں جنگی ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ نیز اسی جنگ میں ہمارے جہادی فرنٹ کے ۴ مجاہد جام شہادت نوش کر گئے۔ اور دیگر ۱۴ مجاہدین زخمی ہوئے۔ جبکہ دشمن کے ۸۰ فوجیوں کو موت کے گھاٹ

جس طرح کہ امداد روسی افواج کی موجودگی کے دوران ہو رہی تھی اب وہ حالت نہیں رہی، تھوڑی بہت امداد تو ہو رہی ہے، لیکن جہاں تک گردیز، غزنی اور کابل جیسے بڑے شہروں پر جہادیوں کے بڑے حملوں کے منصوبے کا تعلق ہے تو یہ سب کچھ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل اور اسی کی مدد و نصرت کی امید سے کرتے ہیں۔ (الحاج کمانڈر ابراہیم")

ہمارا پختہ یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور وہ خود ہمارے امداد و تعاون کا راستہ نکالے گا۔

سوال:۔ خیال کیا جا رہا تھا کہ رواں سال جون یا جولائی کے مہینے میں افغانستان کے جہادی فیلڈ کمانڈروں کی "عمومی شوریٰ" کا تیسرا اجلاس منعقد کیا جائے گا۔ لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں کچھ بتائیں گے؟

سوال:۔ یہ بات افغانستان کے جہادی فیلڈ کمانڈروں کی "عمومی شوریٰ" میں شامل جہادی کمانڈروں سے متعلق ہے ہم اس بارے میں کچھ کہنے سے معذرت چاہیں گے۔

جواب:۔ ہم تمام مجاہدین کے جہادی کارناموں اور ان کی انتھک جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اس عمل میں اللہ تعالےٰ کی دربار سے ان کیلئے مزید کامیابی و کامرانی کے لئے دعا گو ہیں۔ مگر جہاں تک گردیز میں ہونے والی لڑائی میں مجاہدین کی شرکت کا تعلق ہے۔ تو اس کا سہرا محض مولانا منصور صاحب کے مجاہدین کے سر نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مذکورہ لڑائی میں سبھی مجاہدین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اگر حقیقت حال بیان کروں تو دشمن کیخلاف اس شدید ۱۲ روزہ جنگ کے دوران ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے ہمارے فرنٹ کے نڈر

اتار کر جہنم رسید کیا گیا۔

"عیاں راچہ بیان"!!

سوال:۔ مجاہدین و مہاجرین کے نام کوئی پیغام دینگے؟

جواب:۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اصل کامیابی کا راز اتحاد و اتفاق میں مضمر ہے۔ چنانچہ مجاہدین و مہاجرین سے میں یہ التماس کروں گا کہ کہیں خدانخواستہ ایسا نہ ہو کر ہمارے اختلافات اور بے اتفاقی کی وجہ سے ہمارے ۱۴ سالہ جہاد کا شیرازہ بکھر جائے اس لئے وہ ہر جگہ ہر علاقہ میں مقامی طور پر اور پورے ملک میں عمومی سطح پر باہم متحد و متفق ہو جائیں۔

کابل کی ناجائز حکومت کے خاتمے میں افغان مسئلے کا حل مضمر ہے

تجزیہ

سلطان صدیقی

پچھلے دنوں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار کی طرف سے افغان مسئلے کے حل کے سلسلے میں جو پانچ نکاتی فارمولا پیش کر دیا گیا تھا۔ اس کے فوراً بعد عالمی سطح پر افغان مسئلہ کے سیاسی حل کے لئے سرگرمیاں عروج پر پہنچ گئی تھیں

سابق افغان بادشاہ ظاہر شاہ کے نمائندوں نے پاکستان اور ایران کا دورہ کیا اور افغان راہنماؤں، علماء، کمانڈروں اور قومی زعماء سے ملاقاتیں کیں، افغان مجاہدین کے لئے امریکہ کے گشتی سفیر پیٹر تھامسن نے بھی پاکستان کا دورہ کیا، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندے بینن سیوان نے پاکستان، کابل اور ایران کا دورہ کیا، سوئٹزرلینڈ کے وزیر خارجہ وفد لے کر پاکستان آئے ایران سے افغان مجاہدین کے وفد نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اور کئی ممالک نے سیاسی حل کے لئے سرگرمیاں دکھائیں

افغان مجاہدین کے کئی راہنماؤں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی پانچ نکاتی تجاویز میں سے بعض کو سراہا، حکومت پاکستان نے بھی سیاسی حل پر زور دیا اور یوں دکھائی دینے لگا کہ گویا ہر کوئی افغان مسئلے کے سیاسی حل پر راضی ہے اور اس قضیہ کو مذاکرات کے راستے سے حل کرنا چاہتا ہے۔

روس اور امریکہ بہت پہلے آپس میں اس بات پر اتحاد کر چکے ہیں کہ افغان مسئلہ افغان مجاہدین کی مرضی و منشا کے خلاف سیاسی طور پر حل کیا جائے اور ایک ایسی حکومت افغانستان پر مسلط کی جائے جو مکمل اسلامی نہ ہو اور جو روس امریکہ دونوں کو بیک وقت قابل قبول ہو۔

مئی، جون اور جولائی کے سہ ماہی میں سیاسی حل کے لئے بڑے پیمانے پر ہونے والے اقدامات سے ایک طرح کی غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی کہ شاید افغان عوام کی اکثریت سیاسی حل کی حامی ہے اور بیشتر افغان لیڈر بھی ان تجاویز سے اتفاق کرتے ہیں اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں بھی یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ افغان عوام کی اکثریت سیاسی حل کے حق میں ہے۔ اس لئے اگر کچھ لوگ یا لیڈر نہ بھی چاہے تب بھی افغان مسئلے کا سیاسی حل نکالا جائے گا۔ اور اس راہ میں کسی بھی رکاوٹ کو برداشت نہیں کیا جائیگا۔

لیکن جن افغان راہنماؤں نے جزوی فارمولے کو تسلیم کیا تھا۔ انہوں نے بھی مختلف اوقات میں پریس کانفرنسوں سے خطاب کر کے، اخباری بیانات جاری کر کے اور مہاجرین و مجاہدین کے اجتماعات میں تقریریں

کرتے ہوئے کھل کر وضاحت کی کہ افغان مسئلے کا ایک باعزت اور آبرو مندانہ حل ہم چاہتے ہیں۔ ہم افغانستان کی قومی آزادی ملکی سلامتی کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم آزاد افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کی تشکیل کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ لیکن افغان مسئلے کے کسی بھی حل میں ڈاکٹر نجیب کو شریک مستقبل کی حکومت میں اسے شراکت دار اور انتخابات میں اس کی پارٹی کو حصہ لینے کا حق دینے کے لئے کسی بھی طور تیار نہیں۔

اقوام متحدہ کو جن عوام، کمانڈروں اور قومی زعماء کی حمایت حاصل ہونے کا دعوی تھا۔ افغان کمانڈروں کی عمومی شوریٰ شمالی افغانستان کی ایڈوائزری کونسل اور مختلف افغان علاقوں میں قائم مقامی شوریٰ میں سے کسی نے اس بات کی حمایت نہیں کی۔ قومی زعماء میں سے معدودے چند افراد نے سیاسی حل کی حمایت کی مگر ان کی تعداد بھی چند افراد سے آگے نہ بڑھ سکی۔ کسی بھی قابل ذکر افغان پارٹی، تنظیم یا گروپ نے کھل کر ان تجاویز کو کلی طور پر تسلیم نہیں کیا۔

اس کے ساتھ ہی افغان مجاہدین نے باہم اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اندرون افغانستان جہادی سرگرمیاں تیز کیں۔ ۳۱ مارچ کو فتح ہونے والے خوست کے بعد مجاہدین نے کندز میں خان آباد فاریاب میں قیصار، تخار میں خواجہ غار، بلخ میں قلعہ زالی، بدخشان میں زیباک اور اشکاشم سمیت کئی اہم علاقے اور چھاؤنیاں فتح کر لیں، گردیز، لوگر، ننگرہار، قندہار غزنی، وردگ، بغلان، تخار، کندز، بدخشان، بلخ، جوزجان اور ہرات وغیرہ کے صوبوں میں کارروائیاں تیز کیں، کئی اہم شہروں کا محاصرہ تنگ کیا اور کابل حکومت کے ساتھ ساتھ روس امریکہ سمیت عالمی طاقتوں پر یہ واضح کر دیا کہ افغان مسئلہ کا حل صرف جہاد کے ذریعے ممکن ہے اور مجاہدین یہی حل چاہتے ہیں، چنانچہ یوں سیاسی حل کی کوششوں کے غبارے سے ہوا نکل گئی چنانچہ سوئس وزیر خارجہ جنہوں نے اپنے دورہ پاکستان کے آغاز پر کہا تھا کہ "نجیب اللہ کے بغیر افغان مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مجاہدین امن کوششوں کو نقصان نہ پہنچائیں" کو اپنے دورے کے اختتام پر کہنا پڑا کہ افغان عوام ہی اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں امریکہ کے گشتی سفیر پیٹر ٹامسن بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے "کہ آخری فتح مجاہدین کی ہوگی۔ افغانوں کو حق خود ارادیت مل کر رہے گا اور وہ اپنی حکومت خود منتخب کریں گے" اس طرح اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی تجاویز کے روح رواں بینن سیوان کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ "افغان بحران حل کرنے کے لئے بات چیت کے امکانات کم ہو گئے ہیں، مجاہدین کے راسخا کابل حکومت سے بات چیت کے لئے تیار نہیں ہیں اور اس وقت تک افغانستان کے بارے میں خصوصی مذاکرات نہیں ہو سکتے جب تک کابل کی ناجائز حکومت کو برطرف نہیں کیا جاتا۔"

یہی افغان مجاہدین کا موقف ہے اور اس بات کے لئے وہ گذشتہ چودہ سالوں سے مسلح جدوجہد کر رہے ہیں کہ افغانستان سے ناجائز حکومت کا خاتمہ ہو اور افغان عوام کی حقیقی ترجمان و نمائندہ اسلامی حکومت قائم ہو اقوام متحدہ نے اب یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ کابل کی حکومت ناجائز ہے لہذا اب اسے اقوام متحدہ کی نمائندگی سے بھی محروم کر دینا چاہیئے اور افغان عوام کے حقوق و موقف کی کھل کر حمایت و تائید کر دینی چاہیئے۔

جہاد کے خلاف اسلام دشمنوں کی تازہ کوششیں

اور مسلم دنیا کی ذمہ داری

حضرت انسان اگر ایک طرف مایۂ ناز اشرف المخلوقات اور بہترین کائنات ہے تو دوسری طرف ابلیسی، شیطانی اور طاغوتی خصائل و عادات اپنا کر انسان، انسان کا دشمن بن کر جائز و ناجائز سے قطع نظر اپنی نوع کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو کر اپنے ذاتی مفادات اور بعض مذموم شیطانی عزائم کی تکمیل کیلئے دیگر انسانوں کے حقوق، افتخارات اور کارناموں پر پردہ ڈال کر ان کیلئے موجب نقصان و زحمت بن جاتا ہے۔ کہیں پر یہ کام ایک فرد کی طرف سے ہوتا ہے اور کہیں پر افراد، گروہوں اور اقوام کی سطح پر۔ انسان یہ سب کچھ کیونکر کرتے ہیں؟ اسلئے کہ وہ سیدھے صراط مستقیم اور اس کیلئے اللہ تبارک و تعالٰی کی طرف سے وضع کردہ راستے سے بھٹک کر ٹیڑھا، غلط اور اپنے آقاء یعنے ابلیس کا راستہ اپنائے ہوتے ہیں۔ راہ ابلیس کے علمبرداروں جنکی کفری طاقتیں بالعموم اور سپر طاقتیں بالخصوص سرفہرست ہیں کا یہ معمول بن چکا ہے۔ کہ اپنے بڑے بھائی (شیطان) کی سنتے ہیں اور آئے اور اللہ تعالٰے کے متوالوں اور نیک بندوں کو گمراہ کرنے اور انہیں صراط مستقیم اور جہاد فی سبیل اللہ سے بہت دور لے جانے کیلئے نت نئے ہتھکنڈے بروئے کار لاتے ہوئے گھناؤنی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے دوسرے علاقوں اور اقوام کے علاوہ یہی نام نہاد سپر اور شیطان کے پیروکار کفری طاقتیں افغانستان کے مسلمان مجاہد عوام اور اسلامی جہاد کے خلاف سازشوں کا جال بچھا کر ان کے حق میں اسی طرح کا بے رحمانہ اور ظالمانہ سلوک اختیار کئے ہوئے ہیں۔ افغان قوم کے چودہ سالہ برحق جہاد اور اس جہاد کے مقاصد دنیا والوں سے ڈھکے چھپے نہیں، جس مقصد کے حصول کے لئے مومن اور غیور افغان دنیا کی ایک سُپر مادی طاقت کے خلاف ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا، مصائب آلام سہے اور مختلف قسم کی تکالیف جھیلیں وہ روز روشن کیطرح سب پر عیاں ہے اور یہ جہاد اب بھی ان کی پٹھو انتظامیہ اور غلاموں کے خلاف جوں کی توں جاری ہے۔ افغان قوم کے اس چودہ سالہ دور ابتلاء میں امریکہ بہادر!! اور ان کے دیگر ہمنوا ممالک کو جب تک کمیونزم کی یلغار اور روسی بالادستی کا خطرہ تھا تو وہ ہمیشہ نہ صرف یہ کہ ہمارے جہاد اور جہادی مقاصد کی حمایت کرتے رہے بلکہ کھل کر امداد بھی دیتے رہے مگر افغانستان میں جب روس کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور ناکامی نصیب ہوئی۔ روسی افواج علاقے سے واپسی پر مجبور ہوگئیں اور افغان مجاہدین کی کامیابی یقینی ہو کر

مقاصد جہاد کے حصول کا وقت آپہنچا تو عین اس وقت سے وہ نہ صرف یہ کہ انہوں نے مجاہدین کی امداد بند کردی بلکہ ان کے جہادی مقصد کا راستہ بدلنے اور یقینی کامیابی کے نتائج کسی اور کی جھولی میں ڈالنے نیز دشمن کے خلاف مجاہدین کی کامیاب کاروائیوں کو ناکام بنانے کی سازشیں شروع کرنے لگے۔ اور اب بھی یہ سازشیں اپنے عروج پر ہیں۔

پرانے حربوں کی طرح اب بھی مغربی طاقتیں اسلام دشمن قوتوں کے سیاسی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی پالیسیاں ترتیب دی ہیں۔ جن کی روشنی میں

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے افغان مجاہد عوام کے امنگوں کے خلاف ہمارے جہادی مقاصد کا انتہائی سادہ اور سستا دام لگاکر مسئلہ افغانستان کے حل کے نام پر جو پانچ نکاتی تجویز پیش کی ہے بلاشبہ افغان مجاہدین اور مجاہد عوام کی چودہ سالہ جدوجہد سے متمنی حاصل ہونے والے نتائج کے خلاف کھلم کھلا اور اعلانیہ سازش قرار دیا جاتا ہے۔ اس نام نہاد امن منصوبے پر عمل درآمد کرنے کی صورت میں مجاہدین نجیب انتظامیہ سے مذاکرات کرنے اور مستقبل کی حکومت قائم کرنے کیلئے انتخابات میں موجودہ حکمران کمیونسٹ پارٹی (وطن پارٹی) کو حصہ لینے کی اجازت اور یوں مستقبل کی مخلوط حکومت میں کمیونسٹوں کی شراکت پر مجبور ہوں گے جو سراسر ظلم اور زیادتی ہوگی۔ وہی لوگ جو مسلسل چودہ سال تک ہمارے نہتے اور مسلمان عوام کا خون بغیر کسی جرم وگناہ کے بہاتے رہے۔ اس دوران ان کے ہاتھوں پندرہ لاکھ بے گناہ مسلمان شہید ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپاہج، بچے یتیم، عورتیں بیوہ ہوئیں، گھربار سے دور ہجرت کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔ ایسے میں ان سے مجاہدین ومہاجرین کو مذاکرات پر مجبور کرنا، یا وطن پارٹی جو تمام تر خون خرابہ اور فساد کی جڑ ہے کو انتخابات میں براہ راست حصہ دلوانا افغان جہاد کے مقاصد ونتائج کے خلاف ایک بڑی اور گھناؤنی سازش کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

یہ بات ہم کسی تعصب کی بناء پر نہیں کہتے بلکہ اس سے ہمارے برحق جہاد کے مقاصد مجروح ہوتے ہیں۔ ہمارے جہادی مقاصد تو آزاد افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں سے ایک مکمل اسلامی حکومت کے قیام کی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کے سوا کسی اور شکل و صورت میں ان مقاصد کے حصول خیال است و خواب است و محال است۔

اور واضح ہے کہ نجیب کمیونسٹ اور افغان عوام کے قاتل ٹولے سے براہ راست مجاہدین کے مذاکرات اور انتخابات میں وطن (خلق و پرچم) پارٹی کی حصہ داری پر قائل ہونے کی صورت میں افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کی آرزو رکھنا بیجا اور ہاتھی کے کان میں خواب کے مترادف ہوگا۔

اور اس طرح کے دیگر سینکڑوں سازشوں کا جال مغربی استعماری اور اسلام دشمن طاقتوں نے جہاد اور مجاہدین کے خلاف بچھا دیئے ہیں۔ کبھی افغانستان کے سابق شاہ محمد ظاہر شاہ کی واپسی کا منصوبہ پیش کیا جارہا ہے۔ کبھی مغربی ممالک

"اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کی طرف سے مسئلہ افغانستان کے حل کے نام پر جو پانچ نکاتی تجویز پیش کی گئی ہے۔ بلاشبہ افغان مجاہدین کی چودہ سالہ جدوجہد سے متمنی حاصل ہونے والے نتائج کیخلاف کھلم کھلا اور اعلانیہ سازش قرار دیا جاتا ہے۔"

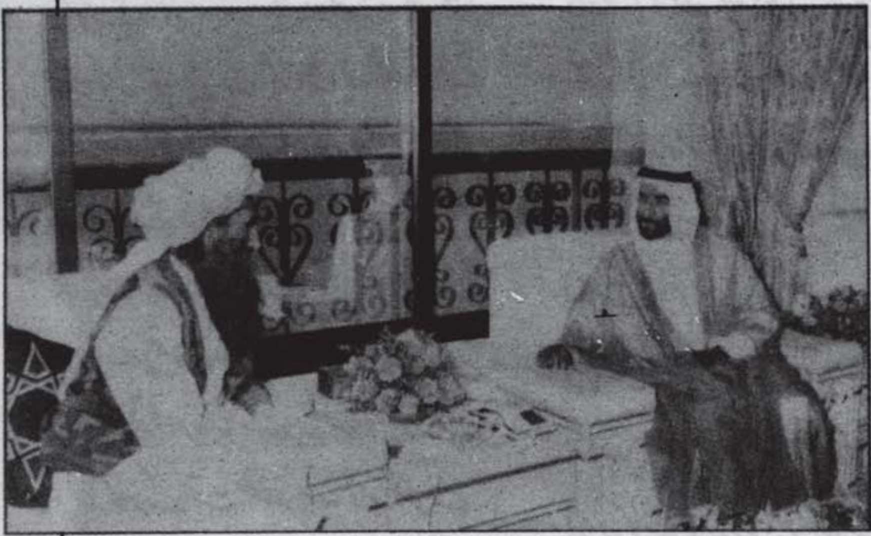

متحدہ عرب امارات کے امیر سے
مولوی جلال الدینؒ حقانی "کی ملاقات"

متحدہ عرب امارات کے امیر شیخ زاید بن سلطان النہیان نے افغانستان کے جہادی کمانڈروں کی "شوریٰ" کے قائد جناب الحاج جلال الدین حقانی" سے متحدہ عرب امارات میں ملاقات کی۔ دونوں راہنماؤں نے علاقائی، مسئلہ افغانستان اور خلیج کی صورت حال کے بارے میں تفصیل سے بات چیت کی۔

میں ان کے نوازشوں سے بہرہ مند اُن افغان بگھوڑوں کی سربراہی میں عبوری حکومت کے قیام کی تجویز پیش کی جارہی ہے جو افغان مجاہد عوام اور جہاد کے ہمدرد نہیں بلکہ جہاد اور ہجرت کی یہ آلام اور پرآذیت محیط سے دور یورپ میں عیش وعشرت نشاط کی زندگی گذار رہے ہیں۔ جو کہ افغان جہاد اور اسلام کا بول بالا ہونے کے سراسر منافی ہے۔ بیرونی ممالک افغان مجاہد عوام پر انکی مرضی کے بغیر کسی مسئلے کا غیر منصفانہ اور ناجائز حل اس لئے ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ کہ افغانستان میں کسی اسلامی مضبوط اور مقتدر حکومت کا قیام ممکن نہ رہ سکے۔ کیونکہ ایسا ہونا اسلام دشمن عناصر اپنے اور اپنے مفادات وانانیت کے خلاف ایک چیلنج سمجھتے ہیں۔ جن ممالک کی اسلام دشمنی مسلم ہے۔ وہ افغان جہاد کے اس حساس، نازک اور نتیجہ خیز مرحلے میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک مکمل اسلامی حکومت کے قیام سے خائف ہوتے ہوئے اپنے مذموم اور ناپاک عزائم میں کامیاب ہونے کیلئے خطرناک سازشیں کرکے ہمارے جہاد کے کامیاب اور مضبوط بدن پر کاری ضربیں لگانا چاہتے ہیں لیکن ان بزدل اور ابلیس صفت عناصر کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ افغان عوام انکی سازشوں اور دسائس سے ہوشیار اور اُن کی جانب متوجہ ہیں۔ وہ کبھی اپنے عزم و حوصلے کا دامن نہیں چھوڑینگے وہ اسلام اور جہاد افغانستان کے ان دشمنوں کے حربوں کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے اپنے حصول مقاصد اور افغانستان میں آزاد، خودمختار اور ایک مکمل اسلامی حکومت قائم کرنیکا پختہ عزم کر رکھا ہے۔ چنانچہ اسلام کے پروانے ہمارے جیالے مجاہدوں نے افغانستان کے گوشے گوشے میں اپنی جہادی کارروائیوں اور فتوحات کا سلسلہ برقرار رکھتے ہوئے آئے روز کٹھ پتلی نجیب انتظامیہ کے دائرہ اختیار کو تنگ سے تنگ تر کرنا مزید سخت کردیا ہے۔ خوست میں دشمن کی بساط سمٹنے کے بعد مجاہدین اب پورے جوش وخروش اور جذبہ جہاد کے ساتھ گردیز اور جلال آباد پر بڑھے اور کامیاب کارروائیوں کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مستقبل قریب میں انشاء اللہ ان دونوں اہم اور سٹریٹیجک اہمیت کے حامل شہروں کی فتح کی خبریں سننے والوں کے کانوں تک پہنچیں گے۔

ہمارے جہادی رہنماؤں اور نڈر فیلڈ کمانڈروں نے اتحاد و یگانگت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے "شورائیت" کا جو طریقہ کار اپنایا ہوا ہے۔ وہ اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ فیلڈ کمانڈروں کی "شوریٰ" ایس مجوزہ فیصلوں کے تحت مشترکہ طور پر مجاہدین

دشمن کے فوجی تنصیبات، چھاؤنیوں، مورچوں ٹھکانوں اور بڑے شہروں پر حملے کرتے ہوئے جلد ہی انشاءاللہ ایک اسلامی حکومت کے قیام کو ممکن بنادیں گے۔

جو ہمارے شہداء کے پاک خون کا صلہ ہمارے یتیموں، بیواؤں اور زجر دیدہ عوام کا بڑا ارمان ہے۔ انشاءاللہ اس طریقہ کار کے تحت عنقریب دارالحکومت کابل پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ اور جس طرح روس اپنے مذموم عزائم پورا کرنے میں ناامیدہ نامراد ہمارے اسلامی سرزمین افغانستان سے واپسی پر مجبور ہوگیا۔ اسی طرح اسلامی انقلاب سے خوفزدہ یہ پروپیگنڈے پھیلانے اور جہاد کے خلاف سازشیں کرنیوالے عناصر بھی اپنی کفری و ابلیسی کوششوں میں کالا منہ لیکر ناامید اور نامراد لوٹیں گے ہم کسی کے ڈرانے دھمکانے سے خوف زدہ نہیں ہوسکے۔ کیونکہ ہمارے مجاہد عوام موت سے ڈرنے والے نہیں تو بھلا کسی کی دھمکی سے کیا ڈریں گے۔ افغان عوام اب ہر درد دکھ برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اور مصائب و آلام کے عادی ہوچکے ہیں۔ وہ "خاد" "ڈاد" "را" اور یہودیوں کے جاسوسی ادارو سی آئی اے، موساد وغیرہ کی دہشت گردیوں سے مرعوب نہیں کئے جاسکتے ان حلقوں نے ہمارے قابل قدر اور قابل صد احترام مجاہد رہنماؤں جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی"، جناب حکمت یار اور جناب "سیاف" صاحب کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنادیا۔ مگر اللہ کے فضل سے وہ اپنے عزائم میں رسوا و ذلیل ہوکر ناکام ہوگئے ہیں۔ اور آئندہ بھی ناکام رہیں گے افغان عوام صلح دوست اور امن پسند قوم ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اپنے جہاد کا ثمر کسی غیر کی جھولی میں ڈال دیں، ہم ہر اس منصوبے اور مسئلے کے حل کی تجاویز کو بہ سروچشم قبول کریں گے جس میں مسئلے کے منصفانہ حل اور افغان عوام کے عقائد و روایات اور مرضی کے مطابق تجاویز پیش کی گئی ہوں اور ہر اس تجویز کو جس میں ہماری ۱۴ سالہ جدوجہد آزادی اور جہادی مقاصد اسلام دشمن عناصر کی دسائس اور سازشوں کے نرغے میں آکر چکنا چور ہوجاتے ہیں۔ یا ہمارے شہید پرور عوام کی مرضی کے خلاف باہر سے کوئی غیر اسلامی حکومت ہم پر مسلط کی جانے کی ہر تجویز اور امن منصوبوں کو ہم مسترد کرتے ہیں۔

ماضی میں بھی مجاہدین نے اپنی تمام تر قوت سے ان سازشوں کو ناکام بنادیا ہے۔ تجاویز کو مسترد کردیا ہے اور آئندہ بھی ان سازشوں کو ناکام اور تجاویز کو مسترد کریں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اقوام متحدہ، یورپی ممالک روس حتیٰ کہ اسلامی ممالک بھی افغان عوام کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے گریز کرتے ہوئے افغان عوام کو اپنی مرضی کے مطابق مسئلے کا حل نکالنے دیں۔ اسی طرح نہ صرف مسئلہ حل ہوگا۔ افغانستان میں جنگ کا خاتمہ ہوگا بلکہ پورا علاقہ امن کا گہوارہ بنے گا۔ مسلم ممالک کی یہ بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ نہ صرف خود افغانوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ بلکہ اسلام دشمنوں کی ہر سازش ناکام بنانے کیلئے افغانوں کی بھرپور مدد بھی کرے اور اپنا حکومتی اور قومی اثر و رسوخ استعمال کرکے اسلام دشمنوں کو افغان جہاد کے خلاف سازشوں سے باز بھی رکھے۔ تاکہ مسئلہ کے حل میں مثبت پیش رفت ہو۔

بقیہ: اداریہ

اور فوجی حملے کی بدولت افغانستان کی اسلامی سرزمین روس نواز کمیونسٹ اور دہریے ٹولے کے چنگل سے آزاد ہوگی اور وہاں ایک آزاد اور اسلامی حکومت کا پرچم لہرایا جائیگا!!

افغانستان کے اندر

علاقہ "ژوار" میں فوجی نوعیت کا سب سے پہلے قائم ہونیوالا جہادی مرکز

یہ اہم مرکز اب حضرت عمر (رض) کے نام سے مشہور ہے۔

"ژوار" مرکز پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ گھاٹی میں اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ کوئی فضائی حملہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیونکہ تمام اہم شعبے پہاڑوں کو کاٹ کر غاروں میں بنائے گئے ہیں۔

الحاج جلال الدین حقانی کی ہدایت پر ۱۹۸۱ء میں ان کے اس وقت کے نائب اول مولوی فتح اللہ جو ۱۹۸۵ء میں شہید ہو گئے تھے) انجنیئر محمد داؤد انجنیئر عبداللہ اور ضابط عمر خان نے مل کر بنایا۔ مرکز کے لئے ٹیرے اور جگہ کا انتخاب مولوی فتح اللہ نے کیا اور پھر چاروں نے ایک خیمہ نصب کر کے مرکز کے قیام کی بنیاد رکھی۔ ضابط عمر خان اس مرکز کے سب سے پہلے کمانڈر تھے اگست۔ ستمبر ۱۹۸۵ء کے دوران ایک ماہ کی شدید ترین لڑائی میں کابل روسی قضایئہ کے طیاروں نے اس مختصر عرصے میں ریکارڈ بمباری کرتے ہوئے اس پر دو ہزار بم گرائے تھے۔ اس لڑائی سے پہلے اور اس کے بعد ہونے والی بمباری کا کوئی حساب نہیں، اس طرح راکٹوں، میزائلوں اور دور مار توپوں سے جو گولہ باری اس مرکز پر کی گئی ہے اس کا ریکارڈ مرتب کرنا بھی کسی کے بس میں نہیں۔

ممتاز صحافی جناب سلطان صدیقی کی بات ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب الحاج جلال الدین حقانی کا انٹرویو زاور اس مرکز کا دورہ کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ تو رات کو جن غار نما مگر مضبوط بڑے کمرے میں رات گزاری۔ اس کے باہر رات کی تاریکی میں بھی گولے آ کر پھٹتے رہے۔ اور اگلی صبح جب مرکز کے مختلف چوکیوں کی طرف جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت کابل حکومت کے طیاروں کی شدید بمباری میں ایسا پھنسا تھا کہ بمباری کے بعد خود مجاہدین کا کہنا تھا کہ ہم حیران ہیں کہ اس کھلے میدان میں اس بمباری کے دوران آپ

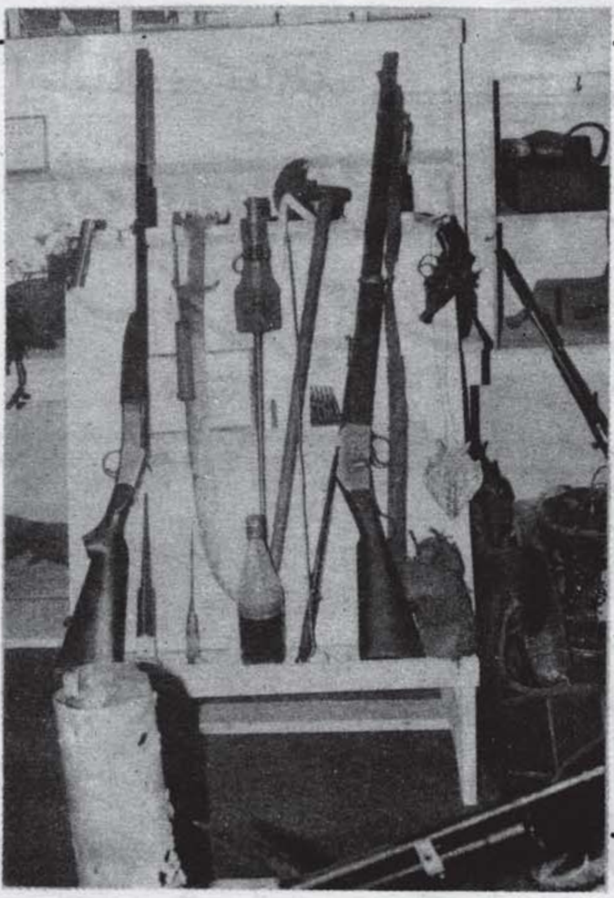

کیسے بچے ہیں. مگر جنہیں اللہ رکھے انہیں کون چکھے.

ژوار مرکز نے جہاں افغانستان کے سترہ صوبوں کو جانے والے راستے کا تحفظ کیا وہاں لوگر، وردگ، غزنی، زابل، پکتیکا اور شمالی افغانستان سے آنے والے مجاہدین کے لئے ایک تربیتی مرکز بھی فراہم کیا اور مجاہدین

یہاں سگنلز، راکٹ لانچر، توپوں، میزائلوں اور بارودی سرنگوں کی تربیت حاصل کرتے رہے ہیں۔

"ژوار کی مشہور لڑائی کے دوران اس مرکز کے نڈر مجاہدین نے ہلکے راکٹ لانچروں سے مگ ۲۳- ایس یو - ۲۲ طیارے اور گن شپ ہیلی کاپٹر مار گرائے تھے حالانکہ یہ راکٹ لانچر صرف ٹینک شکن کے طور پر بنائے گئے ہیں. مگر شاید اس کے موجد کو بھی کبھی احساس تک نہیں ہوا ہوگا. کہ عزم و حوصلے کے پیکر افغان مجاہدین اپنے ایمانی قوت سے ٹینک شکن راکٹ لانچروں کو طیارہ شکن گنوں میں بدل لیں گے اور ان کے ذریعے وہ کارنامے کر دکھادیں گے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ہوگی

۱۹۸۱ء میں اپنے قیام سے اب تک یہ مرکز صرف دو دن کے لئے ۱۹۸۵ء کی شدید لڑائی میں مجاہدین نے جنگی حکمت عملی کے تحت خالی کرایا تھا. مگر دو روز بعد

اس مرکز کو روسی کابل افواج کے مدفن میں بدل دیا گیا اور جگہ جگہ ان کے سینکڑوں فوجیوں کی لاشیں مہینوں پڑی رہیں.

یاد رہے کہ ژوار کی تاریخی لڑائی ایک مہینے سے بھی زیادہ عرصے تک جاری رہی اور اس میں الحاج جلال الدین حقانی بھی زخمی ہوئے تھے. جن کا دایاں بازو ٹوٹ چکا تھا.

پاکستانی سرحد کے قریب پکتیا کے علاقے میں قائم اس اہم مرکز کے کمانڈر آج کل الحاج محمد ابراہیم ہیں.

ژوار میں قائم حضرت عمر فاروق رض فرنٹ مجاہدین کا وہ پہلا فرنٹ اور مرکز ہے جس کا سنگِ بنیاد مجاہدین کی فوجی تربیت اور منظم طریقے سے دشمن کا مقابلہ کرنے کی خاطر تمام تر خطرات و مشکلات کے باوجود سب سے پہلے افغانستان کے اندر رکھا گیا تھا.

مجاہدین کا یہ جہادی غنڈ جو "ژوار" کے اہم سٹریٹیجک علاقہ پر واقع ہے خوست کی جنوب میں ۳۲ کلومیٹر اور پاکستان کے سرحدی قصبے میرانشاہ سے ۲۲ کلومیٹر مغرب کی جانب واقع ہے جبکہ پاک افغان سرحد سے صرف چھ کلومیٹر دور ہے

آغاز میں اس فرنٹ کا نام علاقے کے حوالے سے "ژوار" رکھا گیا تھا. بعد میں یہ نام تبدیل کر کے شہید احمد شاہ کے نام سے مسمّیٰ کیا گیا اور آخر کار ۱۹۸۹ء میں

اس تاریخی اور اہم فرنٹ کا نام حضرت عمر فاروق رضؓ منتخب کیا گیا۔

اس فرنٹ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ فرنٹ کی تشکیل کے فوراً بعد حملہ آور روسیوں نے محسوس کئے گئے خطرات کے پیش نظر اس پر دو مرتبہ بھر پور حملہ کر دیا جبکہ فضائی حملوں کا تو کوئی حساب ہی نہیں۔

ماضی میں بھی اس جہادی مرکز کے جیالے مجاہدوں نے بڑے اور قابل رشک کارنامے انجام دیئے ہوئے ہیں اور اب بھی انتہائی لگن اور دیانت داری سے دین اور وطن کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ تشکیل کے ابتدائی دنوں میں تو یہ کسی کی توجہ کا مرکز نہ تھا، لیکن جب اس کے جیالے اور دلیر مجاہدوں نے دو مرتبہ بڑی مردانگی سے روسیوں کا حملہ پسپا کر دیا اور انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا تو اس کے بعد یہ مرکز مجاہدین کے مرکز تعلیم و تربیت کے علاوہ اقوام عالم کی توجہ کا مرکز بھی بن گیا۔

اس جہادی مرکز کے مجاہدین نے ماضی میں روسی افواج اور کابل کٹھ پتلی حکومت کی فوج کے خلاف مختلف مقامات مثلاً اورگون، جاجی میدان، خوست منگل اور باب گردیز کے معرکوں میں حصہ لیتے ہوئے قابل قدر اور یادگار کارنامے انجام دیئے ہیں۔

اس مرکز کے مکانات و عمارات بڑے اچھے اور جدید طریقے سے تعمیر کئے گئے ہیں شاید افغانستان میں ایسے عمارات بہت کم دیکھنے کو ملے۔ اس جہادی غنڈ میں سات سو مجاہدین کسی بھی کارروائی کے لئے ہر وقت تیار بیٹھے ہوتے ہیں، جبکہ اس سے مربوط مجاہدین ہزاروں میں ہیں اور جن کی اکثریت آج کل گردیز کے محاذ پر دشمن کے خلاف صف آرا ہیں۔

مرکز کے اندر مجاہدین کی رہائش کے لئے اچھے اور بہتر طریقے سے مکانات تعمیر کئے گئے ہیں اور مرکز سے مربوط و متعلق مجاہدین کی دیکھ بھال دیگر مجاہدوں سے بہتر اور اچھے طریقے سے کی جاتی ہے۔

طعام و خوراک کے سلسلے میں بھی ان کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔ ہفتے میں انہیں ۳ دن گوشت اور باقی دنوں میں سبزی وغیرہ دی جاتی ہے۔

کسی جہادی مشن یا جنگی کارروائی انجام دینے کی صورت میں انہیں کرایہ و سفر خرچ بھی دیا جاتا ہے اور ہر ایک مجاہد کو ماہانہ ایک ہزار روپے تنخواہ کے طور پر بھی دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ دیگر ماموریں کو بھی ایک ہزار سے اٹھارہ سو ماہانہ تنخواہیں دی جاتی ہیں، غنڈ کے مجاہدین کو ہر چھ ماہ بعد ایک ایک جوڑہ کپڑے، جوتے، کوٹ اور دیگر ضروری سامان مفت فراہم کئے جاتے ہیں۔

اگر کوئی مجاہد بیمار ہو جائے تو غنڈ کے اختیار میں موجود تمام وسائل اس کی خدمت میں ہوتے ہیں اور مجاہدین کی صحت و علاج میں کسی بھی ممکنہ تعاون سے دریغ نہیں کیا جا رہا۔ ڈاکٹر کے مشورے کے بعد انہیں کسی بھی ہسپتال میں داخل کر کے علاج معالجے پر خرچ ہونے والا رقم مرکز ادا کرتا ہے۔

معذور ہونے کی صورت میں بھی انہیں تنخواہ دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ معذور کی تنخواہ بھی انہیں ملتی ہے۔ مختصر یہ کہ ان کی ہر قسم کا خیال کیا جا رہا ہے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف و مصیبت

> **ہم افغان مسئلے کے کسی بھی حل میں ڈاکٹر نجیب کو شریک، مستقبل کی حکومت میں اسے شراکت دار۔ اور انتخابات میں اس کی پارٹی کو حصہ لینے کا حق دینے کے لئے کسی بھی طور تیار نہیں۔**

میں تنہا چھوڑا نہیں جارہا ہے ۔

مجاہدین کے اس مرکز کو فوجی تربیت گاہ کی حیثیت بھی حاصل ہے، یہاں ہر مجاہد کو ڈھائی مہینے تک باقاعدہ طور پر فوجی تربیت دی جاتی ہے ۔ اور مناسب تربیت حاصل کرنے کے بعد انہیں دشمن کے مقابلے کے لئے محاذ جنگ پر بھیجا جاتا ہے ۔

اس جہادی مرکز کے مجاہدین پانچ رجمنٹوں پر مشتمل ہیں اس میں سے ایک رجمنٹ محافظ رجمنٹ کہلاتا ہے جو حفاظت اور پہرہ دینے کے فرائض سرانجام دے رہا ہے جبکہ باقی چار کے مجاہدین مختلف محاذوں پر دشمن کے مقابلے اور ان پر حملہ کرنے پر مامور ہیں یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مجاہدین ترتیب اور باری سے یہ فرائض انجام دیتے ہیں. ایک مہینہ ایک رجمنٹ، دوسرے مہینے دوسرا رجمنٹ اور یوں اسی ترتیب سے ہر رجمنٹ کے مجاہد جنگ کے محاذوں پر آتے جاتے ہیں

اس مرکز میں ۱۹۸۸ء میں ایک عجائب گھر بھی تعمیر کیا گیا. جس میں گذشتہ بارہ سالوں کے دوران روسیوں اور کابل مزدور رژیم کی فوجیوں سے روسی ساخت کے مختلف قسم کے اسلحے اور مجاہدین کے خلاف استعمال کئے گئے دیگر جنگی ساز و سامان کے نمونے رکھے گئے ہیں .

مختصر یہ کہ ممکنہ حد تک اس جہادی مرکز میں فوجی تربیت اور مجاہدین کی ضرورت سے متعلق ہر نوع کی سہولت موجود ہے ۔

کمانڈر الحاج محمد ابراہیم اس فرنٹ کے کمانڈر انچیف کی حیثیت سے فرنٹ کے مجاہدین کی رہنمائی کے فرائض انتہائی کامیابی سے انجام دے رہے ہیں. وہ الحاج جلال الدین حقانی کے بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے دلسوز اور شفیق کمانڈر ہیں ۔

اس مرکز کے چھ سو جیالے مجاہدوں نے ابتک جام شہادت نوش کر کے اعلائے کلمۃ اللہ اور روسی و دہری افواج کے چنگل سے اپنی سرزمین کی آزادی کی خاطر اپنے پاک خون کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں جب کہ فتح خوست کے دوران شہید ہونیوالے مجاہدین اس تعداد کے علاوہ ہے اس طرح ڈیڑھ سو کے قریب مجاہد جسم کے قیمتی اعضاء سے محروم ہو کر معذور ہو چکے ہیں، جب کہ سینکڑوں دیگر زخمی ہونے کا افتخار حاصل کر پائے ہیں ۔

ژوار مرکز کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ افغان مجاہدین کے زیر کنٹرول کام کرنے والے پہلے ریڈیو اسٹیشن نے اس مرکز سے جناب الحاج حقانی کی نگرانی و راہنمائی میں کام کا آغاز کیا اور خوست کے سرکاری ریڈیو اسٹیشن کے ہر پروپیگنڈے کا بروقت توڑ کرتے ہوئے موثر جواب دیا ۔

ژوار مرکز کے قیام کے بعد ہی دیگر تنظیموں کو بھی علاقے میں مراکز قائم کرنے کا حوصلہ ہوا اور ژوار نے ہی ان مراکز کے مجاہدین کو باہم متحد و متفق رہنے کے مواقع فراہم کر دیئے جس کے نتیجے میں ۳۱ مارچ ۱۹۹۱ء کو خوست کی اہم ترین اور جنگی اہمیت کی حامل کمیونسٹوں کے دعوے کے مطابق ناقابل تسخیر چھاؤنی فتح ہو گئی ۔

اقوال زریں

شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے ۔
(حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رض)

ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے (حضرت عمر فاروق رض)

اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا نہ ہو (حضرت عثمان غنی رض)

تحریر: سید عبداللہ

واقعۂ کربلا اور افغانستان

> افغانوں نے حق کو زندگی و تابندگی بخشش دی ہے

تاریخ کا دامن ایسے بے شمار واقعات سے بھرا پڑا ہے جو زمانہ گزر جانے اور ناخوشگوار حالات کے فراز و نشیب چھو جانے کے باوجود نہ صرف یہ کہ تاریخ کا ایک سنہرا باب بن چکے ہیں بلکہ ایسے تاریخ ساز واقعات صدیوں گزر جانے کے ساتھ ساتھ زندہ و تابندہ ہیں اور رہیں گے۔

ایسے ہی اہم واقعات کا ذکر کرتے ہوئے دلوں میں اب بھی ولولہ انگیز جذبات جنم لے کر انسان کو ہر نوع ظلم، ناروا باطل اور انانیت کے خلاف لڑنے اور حق اجاگر کرنے کی خاطر اپنا قیمتی خون بہانے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

چنانچہ واقعۂ کربلا ایسے ہی اہم اور یادگار واقعات میں سے ایک اہم حیثیت کا حامل ہے جیسے کربلا کے بے آب و گیاہ اور دشتِ سوزاں میں کسی دنیوی لالچ اور حصول اقتدار کی خاطر نہیں بلکہ محض حق کے اصولوں، حق کا بول بالا رکھنے اور باطل کی طلسماتی و طاغوتی زور و قوت نیز اسلام کے خلاف گھناؤنی اور دور رس مذموم عزائم پورا کرنے کے لئے تمام ناپاک سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوا تھا اور اسے تاقیامت فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

میدانِ کربلا میں ۶۱ھ میں ہونے والا معرکہ درحقیقت حق اور باطل کے درمیان معرکہ تھا۔ یہ معرکہ زور گوئیانِ باطل اور حق کے متوالوں کے درمیان تھا۔ کربلا میں رونما ہونے والا معرکہ یزیدیوں، طاغوتی قوتوں کو اپنی من مانی، غیر اسلامی اور دینِ محمدیؐ کے اصولوں کی مخالفت کرنے والوں کو ظالمانہ اور ناشائستہ اعمال سے رکوانے کا معرکہ تھا۔

الغرض ہادی بشر حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نواسہ حضرت امام حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ داعی حق بن کر یزید جیسے ظالم اور اصول اسلام

شہادت مقصدِ حیات

قرآن نے جہاد کو بہتر عبادت کا درجہ دیا ہے اگر زندہ ہے تو غازی اور مرگئے تو شہید یعنی آخرت کی زندگی میں جنت الفردوس میں بلند مقام حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بتایا گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمان بصد شوق جنگوں میں حصہ لیتے تھے اور اللہ کی راہ پہ زندگی قربان کر دینے میں دریغ نہ کرتے تھے۔ شہادت کا درجہ پانا اپنا مقصدِ حیات سمجھتے تھے۔ قرآنِ کریم اور حضور نے غزوات میں مجاہد کا کردار لڑائی کے دوران فاتح کی حیثیت سے، قیدی کی حیثیت سے، قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کا، رفیقوں کے ساتھ اطاعتِ امیر کے بارے اور سپہ سالار کی حیثیت سے نہایت وضاحت سے دکھایا اور بتایا ہے۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کی عظیم سلطنتوں کو تھوڑے ہی عرصہ میں فنا کر دیا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے تپتے ہوئے صحراؤں، فلک بوس برفانی پہاڑوں، کئی سمندر پار یورپ کے کلیساؤں اور بھارت کے بت خانوں میں اذانیں دیں اور وہ یہی لوگ تھے جنہوں نے یورپ کو علم و ہنر، تصانیف و تعمیر، سائنس اور عسکری فتوحات کے راز سے آشنا کیا۔

سے منحرف اور غیر اسلامی طریقے سے برسر اقتدار آنے والے حاکم کے خلاف اٹھ کھڑے نہ ہوتے اور اس راہ میں جان، مال، اولاد، ساتھیوں اور سب کچھ اسلام کے زریں اصولوں اور حق کا بول بالا رکھنے پر نچھاور نہ کر دیتے۔ تو آج حق اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر قربانی پیش کر دینے والوں کا نام تک نہ ہوتا اور نہ ہی حق کی خاطر کوئی لڑنے والا ہوتا۔

حضرت امام حسینؓ اور ان کے وفادار ساتھیوں نے حق ہی کے لئے اپنا خون بہا کر درحقیقت جذبۂ قربانی وایثار زندہ رکھا تاکہ مسلمانوں میں یہ روایت قائم ہو کہ وہ ہر معاند، ظالم اور غاصب کے خلاف اٹھیں اور اسے ظلم، ناروا اور اسلام کی بیخ کنی سے روکیں۔

پیش کیں اس کی مثال تاریخ میں شاید دیکھنے کو نہ مل سکے۔

جس طرح یزید نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ حسینؓ سے میرے لئے بیعت لے لو اگر انکار کریں تو اس کا سر قلم کر کے میرے پاس روانہ کر دو۔ اور مرد مومن حضرت حسینؓ نے جب اس فاجر و فاسق کے ہاتھوں بیعت کرنے سے انکار کیا۔ وہ معاشرہ جس کو محمد عربیؐ نے قائم کیا، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مستحکم بنیادوں پر چلایا کو نیست و نابود ہوتا دیکھنے پر تیار نہ ہوئے، دولت کے پجاری، بیت المال کے خائن اور مصر و روم تک پھیلی ہوئی مملکت اسلامی کا پیشوا بننے والے بدکردار یزید کی اطاعت قبول نہ کی۔ تو یزید نے لشکر تیار کیا جو حق کے داعی اور ان کے

نظام کے روسی پجاریوں نے تیرہ سال قبل ۱۹۷۸ء میں اپنے پالے ہوئے ایجنٹوں کے ذریعے افغان مسلمان قوم کو لادین کمیونسٹ نظام کا تابع مہمل بنانا چاہا اور جب افغان غیور اور دینِ اسلام کے سچے پروانوں نے اسے مسترد کرتے ہوئے مسلحانہ جدوجہد کا آغاز کیا۔ تو روسی ظالموں نے حق اور آزادی کے جیالوں کو کچلنے اور اپنے آپ کو مسلط کرنے کے لئے ایک لاکھ ستر ہزار تا بدندان مسلح اپنی بہ اصطلاح شکست ناپذیر سرخ افواج کو افغانستان کی اسلامی سرزمین پر چڑھنے کا حکم دیا وہ سوچ رہے تھے کہ وہاں روسی افواج کی ظلم و بربریت اور نہتے و بے گناہ افغانوں کے قتل و قتال سے افغان مسلمان قوم گھبرا کر ظالم کے ظلم کے سامنے سر تسلیم

"کربلا میں رونما ہونے والا معرکہ یزیدیوں، طاغوتی قوتوں کو اپنی من مانی، غیر اسلامی اور دین محمدیؐ کے اصولوں کی مخالفت کرنے والوں کو ظالمانہ اور ناشائستہ اعمال سے روکوانے کا معرکہ تھا"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اسی بناء پر قربانی و جاں نثاری کے اس جرأت مندانہ روایت ہی کی پیروی کرتے ہوئے موجودہ دور میں افغان غیور عوام نے دین و وطن کی آزادی کی خاطر غاصب کمیونسٹوں کے خلاف لڑ کر جان و مال کی جو قربانیاں

وفادار مجاہد ساتھیوں پر ٹوٹ پڑا اور یوں ظلم و وحشت کی ایک ایسی مثال قائم کی کہ رہتی دنیا تک انسانی نسل اس پر لعن طعن کرے گا۔

بالکل اسی طرح کمیونسٹ مردود

خم کر دیں گے۔ لیکن اس سے بے خبر کہ حق کے پروانے اور آزادی کے شہداء افغان قوم اپنی خون کی ندیاں جاری کر دیں گی۔ لیکن ظالم کے سامنے جھک نہیں سکے گی۔ چنانچہ اس غیور قوم نے محض اعلائے

کلمۃ اللہ اور اپنی اسلامی سرزمین کی غیروں کے چنگل سے آزادی کی خاطر خون بہائے، مصائب و آلام سہے ہجرت کی کٹھن اور مشکلات و تکالیف سے بھری ہوئی زندگی کو برداشت کیا مگر ظالم، غاصب اور حملہ آور روسیوں کو اپنے غیر انسانی ظالمانہ اور بے رحمانہ مذموم عزائم پورا کرنے میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ اور آخر کار انہیں ایسی شرمناک اور ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دیا۔ کہ ساری دنیا میں ان کی استعماری و فرعونیت کا دور دورہ ختم کر دیا گیا۔ اور وہ اب خود دوسروں کے رحم و کرم سے انتہائی احتیاج کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

افغان مسلمان عوام کی اسی حق پر مبنی جدوجہد کی بدولت دنیا کے گوشے گوشے میں تحریک آزادی نے زور پکڑا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ساری دنیا میں ظالموں اور غاصبوں نیز ظالمانہ و کفری نظاموں کا قلع قمع کر دیا جائے اور ان کی بجائے ایک عادلانہ، انصاف پر مبنی انسانی فطرت و تقاضوں کے عین مطابق اسلامی نظامِ حیات کا نفاذ کیا جائے اور اس کے تحت دنیا والے عزت و آبرو اور پورے امن و امان کے ساتھ زندگی گزارنے لگے۔ انشاء اللہ ہمارے پندرہ لاکھ شہدائے حق کا خون جلد ہی رنگ لائے گا اور عنقریب اس نظام کی ابتداء افغانستان ہی سے ہوگی۔

کربلا کا تاریخی واقعہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے ہمراہ غیور ساتھیوں کی شجاعت، شہادت، ایمانداری اور دین اسلام کے اصول زرین کی سربلندی کی خاطر ان کی بے لوث قربانیوں کی عکاسی کرتا ہے اور رہتی دنیا تک محض زبانی طور پر نہیں بلکہ تاریخ کے ہر موڑ پر بہ وقت ضرورت حق کے جیالے اس واقعہ کی یاد عملی طور پر اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے تازہ رکھتے ہیں، جیسا کہ افغان مجاہدوں نے قرن بیس کے اس حساس موڑ پر جو ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے اور ظالموں و غاصبوں کا راج چل رہا ہے۔

شہدائے کربلا کی حق پر مبنی جدوجہد کی یاد کو تازہ کر کے حق کو مزید زندگی و تابندگی بخشی ہے۔

بقیہ: مشترکہ اعلامیہ

وحدت اور یگانگت بالخصوص جہادی رہنماؤں کے درمیان خلوص نیت پر مبنی اتحاد و اتفاق کا قیام ملک کی نجات اور جہاد کی کامیابی سمجھ کر تمام راہنماؤں اور جہادی تنظیموں میں تمام اہل الرائے افراد سے خواہ شیعہ ہو یا سنی التجا کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالٰی کی رضا کے حصول، افغانستان کے مستقبل کے تعین کے بارے میں بیرونی اداروں کی عدم مداخلت اپنے مستقبل کے تعین کا حق خود افغانوں کو دینے، کابل کی مزدور رژیم کے خاتمے اور آخر کار جہاد کی مکمل کامیابی اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کی خاطر فوراً اس سے پیشتر خلوص نیت سے اتحاد اور باہمی تعاون کی فضاء پیدا کرنے کے لیے متحد ہو کر افغان قوم کی امنگوں مسلمان قوم ایک واحد سیاسی قیادت جو تمام جہادی قوتوں اور اقوام کی وحدت و یکجہتی کا مظہر ہو تشکیل دیکر اصل منزلِ مقصود تک پہنچنے کی راہ جو جہاد کی مکمل کامیابی اور افغانستان میں مبنی بر عدل و انصاف ایک اسلامی حکومت کے قیام پر منتج ہو سکتی ہے ہموار کر دیں۔" وما ذالک علی العزیز۔

انٹرویو : محمد سرور۔ صدیق مل

افغان مجاہدین کے ساتھ ہر قسم کا تعاون

ہمارا اسلامی فریضہ ہے

سوال : سب سے پہلے ہمارے قارئین کرام سے اپنا تعارف کرادیں۔

جواب : میرا نام حاجی ممتاز خان ہے مہمند قوم سے تعلق ہے۔ شبقدر میں رہتا ہوں چودہ سال کی مدت سے قبائلی راہنما کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔ تحریک اتحاد قبائل کا مرکزی راہنما ہوں اور مختلف اوقات میں مختلف عہدوں پر رہا ہوں اور اس کا مرکزی صدر ہوں

سوال : جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ روس کی کٹھ پتلی انتظامیہ قبائلیوں میں ہمنوا لوگوں کی وساطت سے طورخم جلال آباد کے راستے کو کھولنا چاہتی ہے آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب : یہ نہ صرف میرا بلکہ تمام قبائل اور ہمارے اتحاد میں شامل سب لوگوں کا نظریہ ہے کہ طورخم اور جلال آباد کا راستہ کھولنے کا مطلب نجیب کی کٹھ پتلی انتظامیہ کو تقویت دینا ہے۔ ہم ایسے تمام حربوں کو ناکام بنادیں گے جن کی وجہ سے نجیب انتظامیہ کو نفع اور مجاہدین کو نقصان پہنچتا ہو۔ ہم اس قسم کی کسی بھی کاروائی کی ہرگز اجازت نہیں دینگے جن لوگ اس راستے کو کھولنے کے درپے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ یہ راستہ

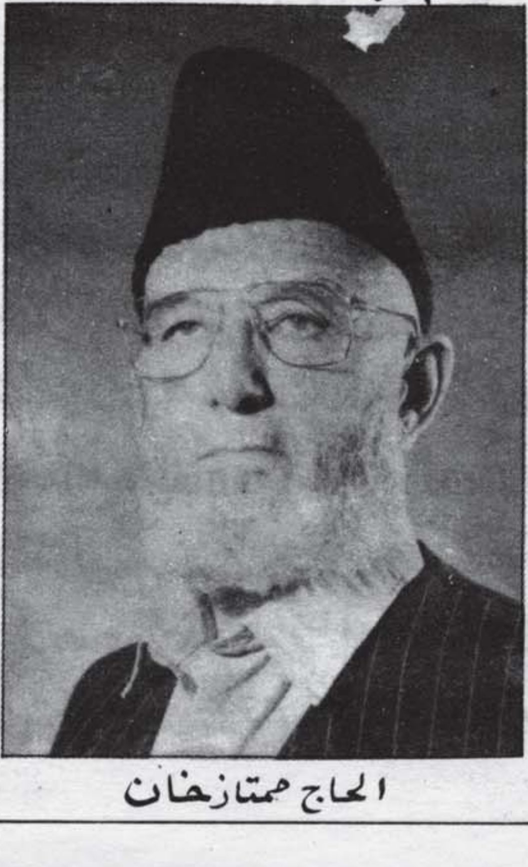

الحاج ممتاز خان

تجارت کے لئے کھولا جائے وہی لوگ حقیقت میں کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے ایجنٹ ہیں اور یہی لوگ چاہتے ہیں کہ یہ راستہ کھولنے سے نجیب انتظامیہ کو تقویت اور مجاہدین کے کاز کو نقصان پہنچایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نجیب انتظامیہ اس مقصد کے لئے کافی تگ و دو کرتی رہی ہے تاکہ اس راستے سے وہ اپنے فوجیوں کو خوراکی اور غذائی مواد پہنچا سکے۔ لیکن ہم طورخم اور جلال آباد کے راستے کو کھولنے کے ہر وقت مخالف ہیں اور کسی کو اس راستے کے کھولنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

سوال : کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی کوشش یہ رہی ہے کہ قبائلی علاقوں میں اپنے ہمنوا دوستوں کی وساطت سے افغان مجاہدین کی راستوں میں رکاوٹ

پیدا کی جائے. آپ اس کی تشریح اسلامی شریعت اور قبائلی روایات کے تحت کیسے کریں گے؟

جواب: اسلامی شریعت اور ہمارے قبائلی روایات اور پختون رسم و رواج کے مطابق ہم اس بات کو برا مانتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں روس اور ان کے ایجنٹ ہمارے دینی ناموس اور ہمارے اسلامی عقیدے کے مخالف ہیں اور اس قسم کے لوگوں کو اسلام میں ملحدین کہتے ہیں وہ تو سرے سے مسلمان ہی نہیں افغان مجاہدین ہمارے مہمان ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے دینی بھائی ہیں اس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون اور نصرت و تائید ہماری اسلامی مسئولیت اور ذمہ داری ہے، ہم اپنے مجاہدین بھائیوں کی کوئی بھی تکلیف کسی بھی وقت برداشت نہیں کر سکتے ہیں جو لوگ ان کے راستوں میں رکاوٹیں کھڑی کر دینا چاہتے ہیں وہ روسی ایجنٹ ہیں.

سوال: آپ قبائلی راہنما ہونے کی حیثیت سے آج تک افغان مجاہدین اور مہاجرین کے ساتھ اسلامی اخوت کے ناطے سے کس قسم کا تعاون کر چکے ہیں؟

جواب: جہاد کے آغاز سے لے کر آج تک ہم نے افغان مجاہدین کی تائید کی ہے اور اپنی بساط کے مطابق ان کے ساتھ تعاون کیا ہے، جس دن سے قبائلی علاقوں میں افغان مہاجرین آئے ہوئے ہیں اس دن سے قبائلیوں میں بعض عناصر نے مختلف قسم کے پروپیگنڈے شروع کئے تاکہ لوگوں کو بتا سکے کہ مہاجرین بھگوڑے ہیں اور ان عناصر کی کوشش یہ تھی کہ لوگوں کو افغان مہاجرین کے تعاون سے متنفر کیا جا سکے اور ان کو اپنے علاقوں میں رہنے نہ دیں. ان کے پروپیگنڈے کچھ اس قسم کے تھے کہ اگر ہم افغان مہاجرین کو ٹھہرنے دیں گے تو ہمارے علاقوں سے لبنان یا ویٹ نام بن جائے گا میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے لوگ روسی ایجنٹ ہیں. ہم نے ابتداء ہی سے ان پروپیگنڈوں کی مخالفت کی ہے اور کر رہے ہیں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ افغان مہاجرین قرآن اور سنت نبوی کے ارشادات اور احکام کے مطابق ہجرت کر کے پاکستان آئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ ہر قسم کی ہمکاری اور تعاون ہماری اسلامی مسئولیت اور ذمہ داری ہے.

"افغان مسلمان عوام کے حق پر مبنی جدوجہد کے بدولت دنیا کے گوشے گوشے میں تحریک آزادی نے زور پکڑا ہے"

ہمارے تمام راستے افغان مہاجرین کے لئے کھلے ہیں. لیکن اس کے ساتھ میں کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے پھر بھی افغان مہاجرین کی کماحقہ حمایت نہیں کی ہے ہم نے تو ویسا نہیں کیا جیسا کہ انصار مدینہ نے مکے کے مہاجرین سے کیا تھا. ہماری ہمیشہ یہ کوشش تھی اور یہی کوشش رہیگی کہ افغان مہاجرین کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے.

مہاجرین کے ساتھ ہمارا دوسرا تعاون یہ تھا کہ ہمارے قبائلی علاقے کے بہت سے لوگ جام شہادت نوش کئے ہوئے ہیں. یعنی ہم نے خود اس جہاد میں عملاً حصہ لے لیا ہے، ایک مرتبہ ہمارے قبائلی علاقے کے چار ساتھی کٹھ پتلی فوجوں نے زندہ گرفتار کئے. جن کا ابھی تک سراغ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا وہ زندہ ہیں یا شہید کر دیئے گئے ہیں. لیکن ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں جن میں ظام خان، خائستہ گل، ریدی گل اور ایک کا نام بھول گیا ہوں شامل ہیں

اس کے علاوہ ہم نے چار قبائلی علاقوں میں جن میں مہمند ایجنسی، خیبر ایجنسی، کرم ایجنسی اور شمالی وزیرستان ایجنسی شامل ہے میں مختلف مقامات پر افغان مجاہدین کی حمایت میں جلسے منعقد کئے ہیں اور ہم نے اشتہارات اور پوسٹر چھپوائے ہیں اور افغان مہاجرین کی تائید کے بارے میں آواز اٹھائی ہے اور لوگوں میں حوصلہ پیدا کیا کہ افغان مجاہدین کا دفاع کرے نیز مختلف اوقات میں پشاور میں پریس کانفرنس منعقد کی ہیں۔

سوال: محترم حاجی صاحب اگر یہ بتائیں کہ آپ نے اس اتحاد کو کس ہدف کے لئے اور کونسے احساس کے تحت قائم کیا ہوا ہے تو آپ کی مہربانی ہوگی؟

جواب: ہم نے تحریک اتحاد قبائلی کو قرآن اور اسلامی جذبہ کی وجہ سے قائم کیا ہوا ہے تاکہ قبائیلیوں کو باہم متحد اور متفق رکھا جاسکے اور قبائیلیوں کو متحد رکھنے کے ساتھ ساتھ افغان مجاہدین کے حق میں آواز کو تمام قبائیلیوں تک پہنچایا جاسکے اور قبائلی لوگوں کو ان کی نصرت کے لئے آمادہ کریں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قبائلی علاقوں میں کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے ایجنٹوں نے بار بار اسی کوشش کو دہرایا ہے کہ قبائلی علاقوں میں افغان مجاہدین کے خلاف لوگوں کو متنفر کردیا جائے۔ لیکن ان کے یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوسکے اور نہ ہم نے ان کو ایسا کرنے دیا ہے۔

سوال: کیا آپ کی تحریک اتحاد قبائلی کے علاوہ قبائیلیوں میں اور تحریکیں بھی چلتی ہیں یا صرف آپ کی ہے؟

جواب: تحریک اتحاد قبائل، قبائلی علاقوں میں سب سے پہلی تحریک ہے اور سب سے پہلے اسی تحریک نے کام شروع کیا جبکہ ہماری تحریک سے قبل قبائلی علاقوں میں بالکل تحریک کے نام تک نہیں تھی لیکن جب سے ہم نے کام شروع کیا تو کچھ عناصر نے اپنی ذاتی اور شخصی مفاد و منافع کی خاطر ایسی سرگرمیاں شروع کیں جن میں کچھ لوگ افغانستان کی کٹھ پتلی انتظامیہ اور کچھ اور لوگ ہندوستان کے اشارے پر مصروف عمل ہیں لیکن میں مطمئن ہوں کہ یہ لوگ اپنے ناپاک عزائم میں ہمیشہ کے لئے ناکام ہیں اور ناکام رہیں گے اور ہمارے قبائلی مسلمان جو سچے مسلمان اور ایمان دار لوگ ہیں ان لوگوں کو ہرگز جگہ نہیں دیں گے۔

سوال: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ دور میں عالم اسلام بڑے بحران سے دوچار ہے تو ایسے حالات میں حکومت پاکستان سے آپ کیا توقعات رکھتے ہیں؟

جواب: پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے مسلمانوں نے جہاد افغانستان میں بڑی قربانیاں دی ہے، شہید جنرل محمد ضیاء الحق نے ابتدا ہی سے ان کے شہادت تک بڑی جرأت سے افغان مہاجرین کا دفاع کیا اور مجاہدین کی حمایت جاری رکھی اور ان کے حقوق کا بڑی دلیری کے ساتھ دفاع کیا۔ بے نظیر دور میں مسئلہ کچھ گڑبڑ تھا۔ لیکن اب جبکہ پھر مسلم لیگ کی حکومت بنی ہے مجھے یقین ہے کہ موجودہ حکومت شہید ضیاء الحق کی پالیسی اپنائے ہوئے افغان مہاجرین کی حمایت جاری رکھے گی۔ جبکہ موجودہ حکومت کی کوشش یہ ہے کہ افغانستان کا مسئلہ افغان مجاہدین کی خواہش اور ان کی مرضی کے مطابق حل ہو۔ جو ایک خوش آئند بات ہے۔

سوال: افغان مجاہدین کے نام کوئی پیغام؟

جواب: افغان مجاہدین کے نام میرا پیغام یہ ہے۔ کہ صحیح معنوں میں متحد اور متفق ہوجائیں۔ اور وہ اپنے تمام تر فروعی شخصی اختلافات بالائے طاق رکھ کر اپنے اصلی دشمن کی طرف متوجہ ہوجائیں۔

ترجمہ و تلخیص

گذشتہ سے پیوستہ

(۲)

افغانستان میں "کے جی بی" کی تباہ کاریاں

جاسوسی اداروں اکسا، کام، خاد، واد کی تشکیل سرگرمیاں اور جرائم

اس مضمون میں آپ پڑھیں گے کہ!

- روسیوں نے اپنے جاسوسی ادارے کس طرح سرگرم عمل کر دیے رہیں۔
- — افغانستان میں کے جی بی اپنی سرگرمیاں کس طرح انجام دیتی ہے۔
- — ظاہر شاہ کے دور اقتدار میں کے جی بی کی سرگرمیوں کی نوعیت کیا تھی۔
- — روس میں افغان طلبہ سے متعلق کے جی بی کا رول کیا تھا۔
- — کمیونسٹ پارٹی نے فوج میں کس طریقے سے جذب و جلب کی ذمہ داری انجام دی۔
- — قبائلی علاقوں، پاکستان اور ایران میں "خاد" کی تخریبی کاروائی کس طریقے سے انجام دی جاتی رہیں۔

شاہ ظاہر شاہ کے دور حکومت میں روس سے افغانستان کے سیاسی، معاشی اور ثقافتی روابط مزید گہرے اور مضبوط ہو گئے جب کہ فوجی و عسکری شعبوں میں یہ تعلقات جنہوں نے دوسرے شعبوں کے علاوہ ملک کی خود مختاری پر بنیادی منفی اثرات مرتب کر دیئے افراط کی حد تک بڑھ گئے افغانستان میں دوسرے ممالک کی بہ نسبت روس کے سب سے زیادہ سفارت کار تھے اور یہ بات بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا میں روسی سفارتخانوں کی غیر رسمی اور غیر قانونی ذمہ داریاں اصل میں ایجنٹ پیدا کرنا ہے۔

افغانستان میں روسی سفارتخانہ جو دارالحکومت کابل کے علاقے دارالامان میں ایک وسیع رقبے پر واقع ہے جبکہ سفارت کاروں اور دوسرے اہلکاروں کی رہائش کے لئے مکروریان میں آٹھ بلاک مخصوص ہیں، جن میں ہر بلاک بیسویں مکانات پر مشتمل ہیں جن کے کمروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے چونکہ روسی گھرانوں اور خاندانوں کو ایک ایک کمرے میں زندگی گزارنے کی عادت پڑ گئی ہے اس طرح مذکورہ روسی سفارت خانہ اور ان کے رہائشی بلاک ایک شہر کی حیثیت رکھتے ہیں

اس کے علاوہ محمد ظاہر شاہ کے دور اقتدار کے اواخر میں (کابل پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ) میں تنہا روسی خاندانوں کی رہائش کے لئے چار بلاک تعمیر کئے گئے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر افغانستان میں ایجنٹ پیدا کرنے کی ذمہ داری انجام دینے کے لئے روسی پیسہ خرچ نہیں کرتے تھے بلکہ وہ میٹھا زہر استعمال کرتے اور وہ یہ کہ اساتذہ پروفیسرز، ماہرین، انجینئرز ٹیکنیشن اور ڈاکٹر وغیرہ کے ناموں سے کے جی بی کے ارکان کو وہاں بھیج دیا جاتا تھا اور ایک کثیر تعداد میں دوشیزہ اور کنواری عورتوں اور لڑکیوں کو پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کے احاطے میں بسایا گیا تھا جو اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں بلا جھجک اور خوف و ہراس انجام دیتی تھیں۔ یہ عورتیں کھلے عام اور خفیہ دونوں طریقوں سے اپنے پیدا کردہ ایجنٹوں کے ساتھ ملتے وہ اعلانیہ طور پر افغان تلامذہ سے اس لئے ملتے کہ گویا وہ ان سے محبت اور پیار کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے دوست و ساتھی ہیں لیکن در اصل

روسی عورتیں کھلے عام اور خفیہ دونوں طریقوں سے اپنے پیدا کردہ ایجنٹوں کے ساتھ ملتی وہ علانیہ طور پر افغان تلامذہ سے اس لئے ملتیں کہ گویا وہ ان سے محبت اور پیار کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے دوست اور ساتھی ہیں، لیکن دراصل وہ پردے کے پیچھے اپنی ذمہ داریاں پوری کرتی ہیں ''......

وہ پردے کے پیچھے اپنی ذمہ داریاں پوری کرتیں۔ اس لئے وہ دن رات ہر نوع شرائط میں بغیر کسی ڈر اور پابندی کے ایک دوسرے سے ملاقات کر سکتے تھے کے، جی، بی یا جاسوسی ادارے کا کوئی رکن یا تو استاد کے نام سے روس سے بھیجا جاتا تھا یا جب بھی کوئی روسی افغانستان میں استاد یا کسی اور حیثیت سے افغانستان آنے کا ارادہ رکھتا تب بھی اس کے لئے کے، جی، بی سے رابطہ پیدا کئے بغیر یہ کام ناممکن تھا چنانچہ وہ بھی (کے جی بی) کے لئے کام کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

کابل، مزار شریف، شبرغان، جلال آباد اور دیگر شہروں میں روسی مشیروں، کارکنوں اور گیس کے ماہرین کے نام سے (کے، جی، بی) کی نفری بڑھتی چلی جاتی تھی۔

وہ افغان طلبہ جو حصول تعلیم کے لئے روس بھیجے جاتے اکثر و بیشتر کے جی، بی کے دام میں پھنس گئے تھے ان کی ایک تعداد نے روسی عورتوں سے شادیاں کی تھیں اور انہیں اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ یہ عورتیں یا تو پہلے سے کے، جی، بی کے رکن ہوتیں یا اس وقت اس جاسوسی ادارے کی دام میں آجاتیں جب کسی افغان طالب علم

سے ازدواجی مراسم استوار کر دیتی.

ظاہر شاہ کے دورِ اقتدار میں پائلٹوں اور فوجی و دفاعی امور سے متعلق اکثر و بیشتر افغان طلبہ نے روس ہی میں تربیت پائی. وہ فوجی یا غیر فوجی افغان طلبہ جو روس میں براہِ راست کے جی بی کے ایجنٹ نہ بنتے انہیں بھی عام طور پر اس کے لئے آمادہ کیا گیا تھا کہ وہ روس اور کمیونزم کے نغمہ خوان بن بیٹھے۔

ایک طرف تو روس میں بیرونی ممالک کے تلامذہ کے لئے ذاتی تجارت کی کھلم کھلا اجازت دی گئی تھی حتیٰ کہ بعض اجناس سمگل کرنے کی اجازت بھی دی گئی تھی. دوسری طرف ان نوجوانوں کو عورتوں اور لڑکیوں سے عشق و محبت رکھنے میں اتنا مصروف رکھا جاتا تھا کہ یہ نوجوان اپنے ملک تو کجا اپنے آپ کو بھی بھول جاتے اور ڈگری تو ان کا گارنٹی شدہ حق تھا. جب بھی یہ نوجوان واپس افغانستان لوٹ جاتے تو اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے وہ افغان معاشرے میں قطعاً اجنبی دکھائی دیتے. یہاں ان کی باتوں کی عمدہ عنصر کمیونزم اور اس مخالف جنس کی صفت پر مبنی تھی جس سے وہ حیوانیت

جسمِ انسانی ربّانی صداقت کی شہادت دیتا ہے

تمام انسانوں کے پھیپھڑوں میں سانس کی نالیوں کا مذکورہ بالا ڈیزائن ہے اس نقش و نمونہ کو سعودی عرب میں کمپیوٹر سے انتہائی صحت و درستی کے ساتھ اخذ کیا گیا ہے. یہ ہوائی نالیاں، عربی زبان میں اسلامی عقیدہ کے بنیادی اقرار کے الفاظ کی شکل میں منقسم ہیں، جو توحید اور رسالتِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و توثیق کرتی ہیں۔ یہ اس طرح سے پڑھی جاتی ہیں:

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ دریافت اور انکشاف ہرگز حیران کن ہے، اس لیے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے:

"ہم اُن کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے، کائنات میں بھی اور اُن کے اپنے اندر بھی، یہاں تک کہ اُن پر کھل جائے کہ یہ واقعی برحق ہے." (قرآن ۵۳ : ۴۱)

کے رشتے قائم کرتے ہوئے تھے اور اس طرح وہ نوجوان طبقہ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے روس نہیں دیکھا تھا خیال کے عالم میں روسیوں اور ان کی حیوانیت کی حد تک جنسی تعلقات پر شیفتہ و دل باختہ ہو کر اپنے جوانیوں کے جذبات کی تسکین کی خاطر افغانستان میں بھی روس جیسے معاشرے کے قیام کے لئے کوشاں رہتے کہ ان کے شیطانی جذبات اس سلسلے میں اکسائے گئے. فوج میں کثیر تعداد میں روسی مشیروں کی موجودیت اور روسی اسلحہ اور دیگر جنگی ساز و سامان پر انحصار کرنا دوسرا اور وہ اہم عامل تھا

هدیۂ تہنیت

سپہ سالارِ مجاہدین معرکۂ حق و باطل، فاتحِ محاذِ "خوست" افغانستان گرامی قدر مولانا جلال الدین حقانی کی

خدمتِ اقدس میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہانِ جہد و عمل میں جو سوز ساز ہے آج
جواز جو بھی ہو تیرے جنوں کا ہے محتاج

لبِ خلوص پہ جاں بخش جو ہے شیریں مقال
لئے ہوئے ہے ترے وصف کی شمیمِ کمال

امیرِ حلقۂ اہلِ وفا سپاہِ وفا
امام ہے تو صفِ غازیانِ جہدِ بقا

لوائے عظمتِ ملت لیا ہے تو نے سنبھال
لگا لیا ہے لبوں سے مئے وغا کا سفال

امیرِ قافلۂ حزب اللّٰہی وجود ترا
اسیرِ گیسوئے ذوقِ جہادِ حق آسا

درائے دل سے ہویدا ہے تیرے شورِ جہاد
دراز دست کا توڑا ہے تو نے دستِ فساد

دوام بخش گیا حوصلوں کو بادا باد
دعا فتح میں جو موجزن تھا رنگِ مراد

یمِ فجور کی تو نے نہ سرکشی دیکھی
یقین و عزم کی لہروں میں جھونک دی کشتی

نمازِ فتح پڑھی "خوست" میں بچھا کے کفن
نیاز و ناز سے بیگانگی کا یہ تھا چلن

حنین و بدر کی سپہر تازہ کردی "خوست" میں روح
حریمِ دل میں ہے تیرا وجود صورتِ ممدوح

قیامِ دین کا محکم ہے کتنا تیرا مذاق
قیودِ دہر سے آزاد ہے سیاق و سباق

قرار تجھ کو کہاں مادرِ وطن کے رفیق
تب ہے خونِ شہیداں بن اب بھی تیری عزیق

ادا فریضۂ احتساب خوب کیا
اثر سے زورِ مقابل کا تو نے توڑ دیا

نگاہ میں ہے ترے نیرِ وفا کی کرن
نماز جبہ میں بھی ہے زبان پر شورِ زن

یقین و عزم کا پیکر ہے اے کہ ذات تری
یہی دعا ہے کہ اونچی رہے وہ بات تری

وہ دیکھو اس صدی کا جلوہ ہائے جوشِ ایمانی
نہتوں کے مقابل لشکرِ طاغوتِ شیطانی
مگر اک مردِ مومن نے کیا وہ کارِ لاثانی

خدا بندوں سے تھا دست و گریباں غولِ شیطانی
وہی وہ رشکِ ابدالی وہی وہ غزنوی ثانی
ظفرِ خوست کا بانی جلال الدین حقانی

جلال الدین حقانی

۵ مئی ۱۹۹۱ء
شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

تحریک: مولانا فیض اللہ فائق

تخلیق برق۔ شاہ فیصل کالونی ۱/۸۲ بی۔ کراچی

خاور منصور

ملتِ افغان کو سلام

ملتِ افغان تیری جانفروشی کو سلام
تیری جرأت کو محبت کو دلیری کو سلام

تیری آزادی میں ہے لاکھوں شہیدوں کا لہو
کلمۂ حق ہی کہا فرعونیوں کے روبرو

امتیازی داستانِ سخت کوشی کو سلام
ملتِ افغان تیری جانفروشی کو سلام

تیرے کہساروں پہ صحراؤں کے ہراک ذرّے پر
تیرے کھیتوں اور کھلیانوں کے خوشے خوشے پر

جرأتوں کی رقم ہے اس کہانی کو سلام
ملتِ افغان تیری جانفروشی کو سلام

پکتیا کی ہو ولایت یا کہ ننگرہار ہو
ہو جلال آباد یا کابل کہ یا قندھار ہو

سب جگہوں کی داستانِ سرفروشی کو سلام
ملتِ افغان تیری جانفروشی کو سلام

سلسلۂ ہندوکش ہو یا کہ ہو کوہِ سفید
تیرے جذبوں کو کہیں بھی کر سکا کوئی نہ قید

پاسبانِ دینِ حق کی جانثاری کو سلام
ملتِ افغان تیری جانفروشی کو سلام

صبغت اللہ، گلبدین، خالص، ربانی اور سیاف
کر رہے ہیں اشتراکی کوچہ گردوں کو جو صاف

پیکرانِ عزم کی اس خیر خواہی کو سلام
ملتِ افغان تیری جانفروشی کو سلام

ہے دعا کہ جذبۂ حریتِ افغانیاں
سارے عالم کے مسلمانوں میں ہو اِک دن عیاں

اس نگہبانیٔ فطرت، دیں شناسی کو سلام
ملتِ افغان تیری جانفروشی کو سلام

جو افغان معاشرے کو تباہی و بربادی کی طرف دھکیل رہا تھا اور جس سے کے۔ جی۔ بی کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے اچھے شرائط و حالات مہیا ہو رہے تھے۔

افغانستان میں ۱۹۶۲ء میں اساسی قانون نافذ ہونے سے قبل ہی روس وہاں سفارتی ذرائع کے توسط سے مخفی طور پر اپنے ایجنٹوں کو سربراہی میں بعض ڈیموکریٹ اور کمیونسٹ پارٹی قائم کرانے میں کامیاب ہو چکا تھا اور روسی اثرات پر افغانستان کے نئے آئین میں سیاسی سرگرمیوں اور پارٹی تشکیل دینے کی اجازت دی گئی تھی چنانچہ کے۔ جی۔ بی نے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے تشکیل دینے والی پارٹیوں کو ہدایت کر دی کہ وہ متحد ہو کر ایک ہی پارٹی کو تشکیل دے کر سرگرم عمل رہیں،

اسی بناء پر مذکورہ گروپوں کے نمائندے ۱۹۶۲ء میں نور محمد ترہ کی کے گھر میں اکھٹے ہوئے اور ایک اجلاس کے دوران حزب خلق ڈیموکریٹیک افغانستان (پی ڈی پی اے) کے نام سے نئی پارٹی کا اعلان کر دیا جس کے سربراہ نور محمد ترہ کی اور نائب ببرک کارمل منتخب کر دیئے گئے، اجلاس میں ترہ کی اور کارمل دو مختلف حلقوں کی نمائندگی کر رہے تھے اس پارٹی نے (خلق) کے نام سے ایک جریدہ شائع کیا جس کے پہلے اور دوسرے شمارے میں پارٹی کے اہداف و اغراض شائع کئے گئے۔ لیکن جلد ہی اس جریدے کی اشاعت بند ہو گئی۔

روسیوں نے اپنے ایجنٹوں کو ہدایت کر دی کہ وہ ثقافتی، تعلیمی اور فنی اداروں میں اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھ کر خصوصاً نوجوانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کی کوشش تیز کر دیں اور اس سلسلے میں اپنی سرگرمیوں کو مزید شدت بخش دیں۔ لیکن مسلسل تین سال تک ان کے تگ و دو اور سرگرمیوں سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل سکا، چنانچہ روسیوں نے یہاں ایک اور چال چلا دی اور وہ یہ کہ انہوں نے ترہ کی اور ببرک کارمل کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ پارٹی کو دو حصوں میں بانٹ دیں

چنانچہ ۱۹۶۵ء میں خلق ڈیموکریٹک پارٹی دو گروپوں میں تقسیم کر دی گئی جس میں ایک دھڑے کا نام (خلق) اور دوسرے کا (پرچم) رکھ دیا گیا اس طرح نور محمد ترہ کی ایک دھڑے (خلق) کے سربراہ اور ببرک کارمل دوسرے دھڑے (پرچم) کے سربراہ بن گئے۔

ترہ کئی کی (خلق) پارٹی میں پختونوں اور کارمل کی (پرچم) پارٹی میں تاجک ازبک فارسی بانوں اور دیگر قومیتوں کے حامل لوگوں کی اکثریت تھی، یہ طریقہ اس لئے روسیوں کے مفاد میں تھا کہ دونوں گروپوں نے نئے ارکان کے زبان، قومیت اور علاقائی تضاد سے غلط فائدہ اٹھانے کی بنیاد پر جذب و جلب کا کام شروع کر دیا۔

بہ ظاہر تو وہ زبان، قومیت اور علاقائی اختلافات سے نفرت کا اظہار کرتے مگر عملی طور پر اس سے ان کا غلط فائدہ اٹھانا جاری تھا۔

جب ان دونوں پارٹیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی کے۔ جی۔ بی کے ایجنٹ اور ذمہ دار افراد ان کے ارکان و اعضا سے براہ راست روابط قائم کرنے لگے۔ کارمل پارٹی کے اہداف و اغراض کے ترجمان کے طور پر "پرچم" کے نام سے ایک جریدہ شائع کیا جاتا تھا جب کہ ترہ کی کی پارٹی کے ترجمان کے طور پر "خلق" کے نام سے ایک جریدہ شائع ہوتا تھا ان دونوں پارٹیوں میں کوئی بنیادی فرق موجود نہیں تھا۔ وہ کبھی لوگوں کو یہ قناعت دینے میں کامیاب نہیں ہوئے کہ وہ کیوں اور کس لئے ایک دوسرے سے الگ کام کر رہے ہیں؛ (جاری ہے)

مطیع اللہ "عابد"

ببرک کارمل کی واپسی اور قصر شاہی میں افراتفری

کیا وہ واقعی کفارہ ادا کرنا چاہتے ہیں؟

.... اور کارمل کابل پہنچ گیا۔ یوں اس طرح وہ ساری چہ میگوئیاں، چہ میگوئیاں ہی نکلی، جن کی آڑ میں کہا جا رہا تھا کہ کارمل ماسکو ہی میں پیوستہ خاک ہو کر اپنے انجام منطقی کو پہنچ گیا ہے۔ کارمل کی کابل واپسی اس دعوے پر زبردست چوٹ ہے کہ روس نے نجیب اللہ کو "تاحیات" کابل کا مسند نشین بنا دیا ہے۔ کارمل کی واپسی ایک طرح سے جنگل میں شیر کی موجودگی میں ببر شیر کی آمد ہے۔ کارمل جسے سات سال قبل روس کی بچھائی ہوئی شطرنج کی بساط سے مہرۂ ناکارہ کی طرح ہٹایا گیا تھا۔ کی کابل واپسی سے اب یوں دکھائی دیتا ہے گویا روس کو اب اس میں پھر کوئی "خوبی" نظر آگئی ہے۔ جس کی وجہ سے مردے کو بیمار اور بیمار کو صحت مند کارمل قرار دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ شاید کارمل نے گورباچوف کے کان میں مسئلہ افغانستان کے "حل" کے لئے کوئی نیا گر بتا دیا ہو جسے گورباچوف صاحب نے پسند فرمایا ہو اور اسی گر کو آزمانے کے لئے کارمل خواجہ رواش ایئرپورٹ پر اتارے گئے ہوں۔

ببرک کارمل نے اپنے طوفانی آمد سے قبل ہی ماسکو سے یہ بیان جاری کیا تھا کہ وہ اپنے مادر وطن کی خدمت اور وہاں پر بحالیِ امن کے لئے کئی اچھے منصوبے لے کر کابل روانہ ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیان میں مزید یہ مژدہ سنایا ہے کہ وہ اپنے پیارے وطن افغانستان کی تعمیر اور آبادی کے لئے اپنی بے لوث خدمات پیش کرنا چاہتا ہے خدوی کارمل آگے چل کر یہ بھی آرزو اور دلی تمنا رکھتے ہیں کہ وہ ان تمام نادانستہ خطاؤں اور غلطیوں کا کفارہ ادا کریں اور اپنے افغان بھائیوں کے سامنے اپنی صفائی پیش کر سکیں، مسمّیٰ کارمل یہ بھی چاہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر ایک دفعہ پھر افغانستان کو اسی طرح ہرا بھرا اور خوشحال بنا دے جس طرح ۱۹۷۹ء سے پہلے تھا۔

ویسے وقت وقت کی بات ہے۔ اگر انہی خیالات کا اظہار ببرک کارمل آج سے بارہ تیرہ سال قبل کرتے تو افغان عوام کو انہیں کارمل کی بجائے "کارغل" (کام چور) کا خطاب نہ دینا پڑتا۔ کارمل نے اپنی ہٹ دھرمیوں اور روسیہ کی مہربانیوں کی بدولت (دسمبر ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۶ء) سات سال تک کابل کے سیاہ و سفید پر حکمرانی کی۔ اسے کئی مواقع ملے کہ اپنے مادر وطن کے لئے کچھ کر گزرے۔ لیکن حیف! کہ بجائے خدمت کرنے کے اس نے نہ صرف مادر وطن کے سر سے چادر چھینی بلکہ اس وطن کی بیٹیوں کی عصمتیں روس کی حیوان صفت

فوجیوں کے سامنے نیلام کردیں۔ اسی وطن کے فلک بوس پہاڑوں، زرخیز کھیتوں اُبلتے چشموں، لہلہاتے کھلیانوں کا سودا روس سے کیا۔

بقول شخصے

ملک فروختند وچہ ارزاں فروختند

ببرک کارمل صاحب آج اسی افغانستان کی اینٹیں سیدھی کرنے آیا ہے جس کی اینٹ سے اینٹ خود اپنے ہاتھوں بجوائی تھی آج اُن مساجد کے محراب و ممبر درست کرنے کا ارادہ اس نے ظاہر کیا ہے جنہیں روسی ٹینکوں نے مسمار کرکے شہید کردیا تھا آج اُن مدرسوں کے درودیوار کو وہ سنبھالنے آیا ہے جن کو معصوم طالب علموں کی موجودگی میں ڈھا دیا گیا تھا۔ کیا کارمل اُن بے کسوں کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑ سکتا ہے؟ کیا اُن یتیموں کے گھروں کو اُن کے والدین سمیت آباد کرسکتا ہے؟ کیا وہ اُن باحیا وطن کی بیٹیوں کی عزتوں کو لٹنے کے بعد لوٹا سکتا ہے؟ کارمل اُن باریش بزرگوں کی خاکستر پگڑیوں اور بکھری ہوئی داڑھیوں کو پھر سے وہ عظمت اور تقدس بخش سکتا ہے؟ اُن ماؤں سے اُن کے جگر گوشے پھر ملوا سکتا ہے۔ جو پل چرخی میں اُس کے حکم سے گناہِ دین پرستی کی پاداش میں قتل کردیئے گئے۔

آج ہر زبان اُس سے سوال کناں ہے

لیکن آہ! ہم اُن سے وفا مانگتے ہیں جو جانتے نہیں وفا کیا ہے؟

کارمل کی سات سالہ داستانِ وطن دشمنی کی جتنی ورق گردانی کرتے ہیں ہمیں اس کا بھیانک چہرہ مزید سامنے آتا ہے۔ آج کارمل ان تمام مظالم، زیادتیوں، قتل و قتال، غداریوں اور بداعمالیوں کو خطائے نادانستہ قرار دے کر اُن پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے، لیکن اس کے کئے ہوئے کارنامے ایسے نہیں کہ فراموش کئے جاسکے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ادا کرنے واپس اپنے ملک آرہا ہے افغان عوام اس کے گناہوں سے واقف ہیں اُنہوں نے جس طرح اظہار کفارہ کے ساتھ باہمی گٹھ جوڑ کرکے یہ گناہ عوام کا سودا کیا اُن کی زندگیوں کو داؤ پر لگایا۔ آج وہ کفارہ کس طرح ادا کرسکتا ہے، آج بھی اُس کے تیور وہی پرانے نظر آرہے ہیں آج بھی وہ صرف اور صرف روسی مفادات کی خاطر آیا ہے آج وہ اپنے چہرے پر ایک ہمدرد اور غمخوار کا نقاب چڑھا کر اپنے اس قاتلانہ و سفاکانہ چہرے کو چھپانے کی کوشش میں مصروف ہے۔

آج مسٹر کارمل انہی پچھلی تمام کارگزاریوں پر پشیمان نظر آتا ہے۔ آج ہر اُس غلطی پر نادم ہے جس کو بار بار اُس نے اپنے سات سالہ دورِ چنگیزی میں دہرایا۔

لیکن ؎

بعد مرنے کے مرے اُس نے کی جفا سے توبہ
آہ! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

کارمل نے بہت جلدی کی اور اپنی غلطی اور گناہ کو اپنے سر لینے کا اقرار کرلیا۔ ورنہ اُس کے جانشین اور بھائی مسٹر نجیب تو اب تک بڑی ڈھٹائی سے اپنے کارناموں کو خدمتِ خلق سے تعبیر کرتا رہا ہے اُس نے واقعی خدمت خلق کی ہوگی۔ لیکن یہ خدمت مخلوقِ خدا کی نہیں بلکہ خلق پارٹی اور خدمت دہری آقاؤں سے تعلق رکھتی ہے اور یہ خدمت وطن دراصل خدمتِ وطن پارٹی ہے۔ چنانچہ اب وہ "وطن" کی خدمت میں مصروف ہیں!!

مگر چہ ببرک کارمل نے ماسکو سے آتے ہوئے ایسے خیالات کا اظہار کیا تھا کہ وہ خالصتاً خدمتِ وطن اور ادائیگی کفارہ

مجاہدین کی حکومت کے سوا کسی بھی نوعیت کی حکومت کو کافرہ حکومت گردانتے ہیں۔ ایسی حکومت ہمیں ہرگز منظور نہیں ""

گناہائے بیشتر کے لئے کابل آرہا ہے۔ اور اُنہوں نے کرسیٔ اقتدار کے قریب بھی نہ پھٹکنے کا پختہ عزم کر رکھا ہے۔ اور انشاء اللہ کے ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ نجیب سے کامل تعاون کرے گا۔ تاکہ افغانستان میں جلد سے جلد امن بحال ہو۔ انہوں نے خلقی پرچمی اختلافات کو بھی بالائے طاق رکھنے کا مشورہ نجیب کو تفویض فرمایا لیکن! کابل پہنچتے ہی نجیب کو اُس کے نیت کا فتور اور اپنی طبیعت کی ممکنہ خرابی کا ادراک ہوگیا۔ اُس نے کہیں سے سُن گُن لیا کہ کارمل کے ارادے کچھ ٹھیک نظر نہیں آتے، چونکہ نجیب اور کارمل دونوں ایک ہی کریملن کے تالی کے چھٹے بٹے ہیں اس لئے ایک دوسرے سے خوب واقف ہیں اور پھر اقتدار تو ایسی شے ہے کہ جتنی زیادہ ملے اتنا ہی پرکیف اور پُرسرور ہوتا ہے۔ کارمل کے خطرناک ارادوں کو بھانپ کر ہی نجیب نے اپنے معاون محمود بریالی کو عہدے سے برطرف کر دیا کیونکہ محمود بریالے کارمل کا بھائی ہے۔ اور خرابی کو جتنی زیادہ گہرائی اور جڑ سے اکھاڑا جائے بہتر ہے۔

کارمل کا آنا تھا اور کابل کے قصرِ شاہی میں افراتفری کا مچنا تھا۔ پرانے چمچوں کو جب اپنے پیارے لیڈر کی صحتیابی اور کابل آمد کی اطلاع موصول ہوئی تو سب اُس کے استقبال کے لئے نکل آئے۔ کارمل نے اپنی آمد سے قبل ہی کابل اور افغانستان کے دیگر حصوں میں موجود اپنے پرانے بھائی بندوں کو سگنل دیا تھا کہ میں آرہا ہوں تیاری کرلو!

نجیب اب اس تگ و دو میں ہے کہ اپنے قرب و جوار میں موجود اُن تمام اہلکاروں کو یا تو فارغ کردے اور یا پھر سنگین حالات کے پیش نظر گرفتار کرلیں جن میں کارمل دوستی کی ذرا سے بھی جراثیم پائے جاتے ہوں

کابل کے گلی کوچوں میں تنائی بغاوت کی ناکامی کے بعد فضا میں جو ایک طرح کی خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔ اُس سکوت کو کارمل کی آمد نے توڑ دیا آج کل یہی باتیں سننے میں آرہی ہیں کہ کارمل سلطان علی کشتمند، عبدالقادر ڈگروال اور اُن کے چند دیگر جنرل ساتھی کارمل کی ہمرکابی میں نجیب کا تختہ الٹنے کے لئے تگ و دو میں مصروف ہیں، یہ بھی شنید ہے کہ کئی فوجی جنرل جو نجیب کی کمزور پالیسیوں اور اُس کی مکرنیوں سے تنگ آچکے ہیں اب وہ ببرک کارمل کی دامن گیری کی کوشش میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح نجیب سے اپنا دامن چھڑالے۔

ایک اہم اور قابل غور بات جو اس سلسلے میں سامنے آئی ہے وہ یہ کہ کابل میں موجود سینکڑوں روسی فوجی اور سیاسی مشیروں کی طرف سے ببرک کارمل کو نجیب کے مقابلے میں حمایت کی یقین دہانیاں مل رہی ہیں۔ یہ بات اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ ماسکو کے پالیسی سازوں نے نجیب کے متعلق اپنی پالیسی میں تبدیلی لانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اور وہ کسی نہ کسی بہانے نجیب کو منظر عام سے ہٹانے کا سوچ رہے ہیں، اس بات پر مجھے پشتو کی ایک کہاوت یاد آگئی کہ۔

(پورے کٹ د نیمے شپے وی) یعنی پرائی چارپائی آدھی رات کی ہوتی ہے اور بس! افغانستان میں "انقلاب ثور" کے بعد سے جتنے بھی کرسی نشین گزرے ہیں اُن سب "بیچاروں" کے ساتھ یہی کھیل کھیلا جاتا رہا ہے۔ ہر ایک نے اگرچہ کہا کہ وہ جمہوریہ افغانستان کے جمہوری صدر ہیں لیکن پھر کچھ عرصے بعد یا تو وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ یا پھر بیمار کر کے کابل سے غائب کر دیئے گئے۔ ان سب کے لئے کابل کی تخت نشینی اُس آدمی کی چارپائی سے زیادہ ثابت نہ ہوسکی جس نے اپنے دوست سے چارپائی ایک رات کے لئے اُدھار مانگ لی تھی اور جب آدھی

رات کا وقت ہوا تو دروازے پر دستک ہوئی کہ بھائی وہ میری چارپائی واپس کرو میرے خود اپنے مہمان آئے ہوئے ہیں۔

کابل میں بھی گزشتہ دس بارہ سالوں سے یہی ڈرامہ ہو رہا ہے۔ ہر ایک آتا ہے پرائی چارپائی پر لمبا لیٹ جاتا ہے، لیکن ابھی اُس نے چارپائی کی چاروں پائے بھی نہیں گنے ہوتے کہ اُس سے چارپائی کھینچ لی جاتی ہے اور "بیچارہ" دھڑام سے زمین بوس ہو جاتا ہے، پھر وہ چارپائی اُس کے دوسرے بھائی کو اُدھار دی جاتی ہے اور وہ بیوقوف بھائی اپنے پیش رو کی حالت سے باخبر ہونے کے باوجود بھی قرض کی چارپائی کو اپنی آبائی چارپائی سمجھنے لگتا ہے

آج پھر نجیب اور کارمل میں اسی چارپائی کے لئے ہاتھا پائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں، دیکھتے ہیں ان میراثیوں میں کون جیتتا ہے، لیکن ایک بات پھر بھی وہی کی وہی رہے گی کہ چارپائی تو بہر حال پرائی ہے۔

ببرک کارمل آج بہت عرصہ بعد کابل کی سیاست میں اپنا کردار ادا کرنے آیا ہے، حالات کے دھارے کو اپنی سمت پھیرنے کے لئے "وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ اب روس کے پالے ہوئے دو بھیڑوں کے درمیان دنگل ہونے والی ہے، ہارنے والا نہ صرف تخت و تاج سے ہاتھ دھو بیٹھے گا بلکہ زندگی سے بھی اور جیتنے والے کے حصے میں حکومت کی باگ ڈور سمیت روس کی مہربانیاں اور عنایتیں بھی میسر ہوں گی، دیکھتے ہیں قسمت اور روس کس پر مہربان ہوتا ہے لیکن جس پر مہربان ہوگا اُسے جہاں تخت کابل کی عشرتیں نصیب ہوں گی وہاں ساتھ ساتھ افغان مجاہدین کی جانب سے کابل پر جلد یا بدیر متوقع آخری حملے کی تباہ کاریوں کا سامنا بھی کرنا ہوگا۔

اگر نجیب میں تھوڑی سی عقل ہوتی تو وہ برضا و رغبت عنانِ حکومت ببرک کارمل کے حوالے کرتا، کیونکہ یہ حکومت پھولوں کی سیج نہیں رہی ہے بلکہ جلتے ہوئے بارود کا ڈھیر ہے لیکن وائے رے قسمت! کہ نجیب کو ہوس اقتدار نے اتنا اندھا کر دیا ہے کہ وہ سامنے نظر آنے والے خطرے کو دیکھتے سمجھتے ہوئے پھر بھی ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتا، ببرک کارمل کی آمد کو وہ اپنے لئے خطرے کی گھنٹی سمجھ رہا ہے، لیکن اگر وہ ذرا حقیقت پسندی اور دوراندیشی سے کام لے تو ببرک کارمل اُس کے لئے ایک ہمدرد و مہربان سے کم نہیں لیکن حقیقت پسندی اور دوراندیشی تو اُسے چھو کر بھی نہیں گزری۔

کارمل بھی "مہربان" بن کر کابل آیا ہے۔ دیکھتے ہیں وہ خود اپنے آپ پر مہربان ہوتا ہے یا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے آیا ہے۔ اگرچہ اُس نے دیر کی لیکن دیر آید درست آید کے مصداق اتنی زیادہ دیر بھی نہیں ہوئی اگر وہ چاہے تو نجیب کو ہٹا کر اقتدار پر قبضہ کے بعد اسے مجاہدین کے حوالے کرے اور خود کو بھی مجاہدین کی عدالت میں پیش کرے اس طرح وہ اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکتے ہیں۔

اقوال زریں

جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقابلہ کرتے ہیں (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

۔ توبہ کرنا آسان ہے اور گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔
(حضرت سیدنا جعفر صادق ؒ)

صرف ایک نام

افسانہ

تحریر :- الحاج ننگیالے!
ترجمہ :- سلطان صدیقی

ویسے تو ہر رات ہر کوئی یہ سوچا کرتا کہ آج شاید اس کی باری ہے اور جیسے دروازہ کھلتا ہر ایک کی نظریں دروازے میں سامنے کھڑے فوجی پر مرکوز ہو جاتیں. ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی، کان کھڑے اور آنکھیں خیرہ ہو جاتیں. ہر ایک کے دل میں یہ بات آتی کہ متعلقہ فوجی کاغذ کے صفحے سے اس کا نام پکارے گا. وہ مجبوری کی ہتھکڑیوں میں اپنی جگہ سے اٹھے گا اور اپنے جیل کے ساتھیوں پر بے بس اور حسرت و یاس کی نظروں سے وصل کی آخری نگاہیں ڈالے گا.

کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا کہ فوجی کے آنے سے ویسے آدمی کے کانوں میں اس کا اپنا نام سنائی دینے لگتا ہے کہ اب حق کے جرم میں موت اپنے خونی ہیولے کے ساتھ اس کا سامنا کرے گا. اسی طرح کبھی ایک ایک اور کبھی دو دو افراد ہم میں سے الگ کر کے لے جائے جاتے اور ان کی جگہ نئے "مہمان" جیل میں لائے جاتے اور یوں اندھیری رات کی تاریکیوں میں کمیونزم کی وحشتناکیوں میں زندگی کی نعمتوں سے محروم کئے جاتے تھے.

اس رات جب فوجی بیرک میں آیا تو اس نے کمرے کا دروازہ کھولتے ہی صرف ایک نام لیا. احمد شاہ. وہ جو کل رات ہی اس کوٹھڑی میں لایا گیا تھا اور اس نے صرف ایک رات اور ایک دن ہمارے ساتھ گزارا تھا وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور گرد چاروں طرف نظریں دوڑائیں. گویا کوئی بات دل میں گرہ کی طرح رہ گئی ہو. ہمیں پورا احساس تھا کہ آج کس خیال نے انہیں یوں دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے. اور اس کی حیران و پریشان نظریں کسی گم کردہ چیز کو ادھر ادھر تلاش کر رہی ہیں. اس نے کمرے کے ہر کونے اور حصے پر نگاہیں ڈالیں، یوں جیسے وہ اس کمرے کو ٹھڑی یا پنجرے میں پھر نہیں آئے گا. اور اپنے ان ساتھیوں کو پھر کبھی نہیں دیکھے گا اس نے نظروں ہی نظروں میں سب سے باتیں کر لیں. جس وقت فوجی دوسرے کمروں کا چکر لگا کر واپس لوٹا اور اس نے پھر دروازہ کھولا تو ہوا کے تھپیڑے نے اس کے نرم و نازک بالوں کو اس کے ماتھے پر بکھیر دیا اس نے فوجی کی جانب تین قدم اٹھائے. ہم اس کے آخری دیدار کے لئے بے تاب تھے پورے بلاک پر خاموشی ایک نئے معنیٰ خیز انداز میں چھائی ہوئی تھی. ماحول پر سکوتِ مرگ طاری تھا اور قیدی اس میں بتوں کی طرح اپنی اپنی جگہ گویا جم گئے تھے.

ہم سوچ رہے تھے کہ افسوس ہمیں پتہ ہوتا کہ احمد شاہ کی ہمارے ساتھ یہ پہلی اور آخری رات ہے تو ہم سارا دن اس کو دیکھتے. یہاں ہمیں اپنا آپ مزید بے بس اور مجبور دکھاتا دینے لگا. یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھنے کی آنکھیں نہیں رکھ رہے تھے. یہی وجہ تھی کہ ہر ایک نے بھرے دل کے ساتھ اپنے چہرے پر پرانے میلے کچیلے کمبل ڈال لئے تھے. جیسے ہم مزید

اپنی مجبوری اور بے بسی کے احساس سے ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

اس کی جوانی کے بام پر شباب کی مستی نے ابھی ابھی اپنے پر پھیلائے تھے، ایسی جوانی اور ایسا حسن کہ قدرت نے گویا اسے بنانے میں اپنی شاہکاری دکھائی ہے۔ وہ اپنی انگلیاں اپنے بالوں میں یوں پھیرتا گویا ان کے رازوں کو آشکارہ کر رہا ہو، جن کے ساتھ وہ اپنی جوان مرگی کے ارمانوں کے کچے دھاگے کے ساتھ لٹک رہا ہو۔

پتہ نہیں کتنا وقت گزرا ہوگا کہ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا یہ پہلی بار تھا کہ ہماری کوٹھڑی سے نکالا ہوا قیدی واپس لایا گیا ہو، آہستہ میرے قریب آکر بیٹھ گیا اضطراب اور حوصلہ طلب لہجے میں کہا۔ "مجھے مار رہے ہیں۔ میں نے چپ سادھ لی ہے کچھ بولتا سنتا ہی نہیں۔ تم کچھ سمجھ گئے" ؟ میں نے اس کے چہرے کو دیکھا یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے دل میں معمولی شک بھی باقی نہ رہا ہو۔

میں اب بھی نہیں سمجھ رہا تھا کہ اس نے کیسے میرے ساتھ یہ بات کی اور وہ مجھ سے کس قسم کے جواب کی توقع کر رہا تھا ؟ وہ ابھی اپنی بات آگے نہیں بڑھا پایا تھا کہ فوجی پھر کمرے میں آیا۔ اور خاموشی سے اسے پھر اپنے ساتھ لے گیا ہم اس معمے کے حل کے لئے سوچوں میں غرق تھے۔ گھڑی پر نظر ڈالی تو رات کے دو بجنے میں گیارہ منٹ باقی تھے

اس بار دروازہ بڑی تیزی اور زور کے ساتھ کھولا گیا۔ اور جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو کمرے میں کوئی چیز پھینکنے کی آواز آئی۔ اسے (احمد شاہ) کمرے کے فرش پر پھینکا گیا تھا۔ اس کے ہونٹوں سے خون بہہ رہا تھا اس کا گلابی چہرہ یوں زرد ہوا تھا، جیسے زعفران، ہم سب اس کے گرد بیٹھ گئے

پتہ نہیں ہماری بے بسی کا احساس تھا یا خوف اور حواس باختگی کا جس نے ہماری تدبیر کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور بیٹھنا چاہا۔ میں نے اسے اپنی باہوں میں لینے لئے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ مگر وہ خود دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، حسب عادت۔ اس نے اپنے پریشان بالوں میں ہاتھ پھیرا ہمارے پاس پوچھنے کے لئے زبان نہیں تھی۔ یوں سمجھ رہے تھے۔ جیسے ہم ان تمام باتوں سے واقف ہوں اور یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے ایک بار نہیں بار بار دیکھا ہو۔

برآمدے میں پہرہ داروں کے بوٹوں کے شور سے ہم سمجھ گئے کہ کمانڈر آج پھر کسی کے خون سے اپنا منہ گرمانا چاہتا ہے۔ ہمارے کمرے کا دروازہ ایک شدید لات اور پر شور آواز کے ساتھ دیوار کے ساتھ جا لگا۔ دروازہ دیوار پر لگنے سے ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں کوٹھڑی کے در و دیوار لرز گئے۔ اس نے بھوکے بھیڑیئے کی طرح احمد شاہ پر چھلانگ ماردی۔ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے اس نے اپنے خونی پنجے سے احمد شاہ کے بالوں کو یوں جکڑ لیا گویا پکی دیوار کے ساتھ اس کا ٹکرانے کا امتحان لے رہا ہو۔ چھ سات فوجی اس کے گرد کھڑے تھے۔ کنکریٹ کے پکے دیوار کے ساتھ ہر بار اس کا سر ٹکرانے کے ساتھ کمانڈر کے جھاگ اڑاتے منہ سے بار بار ایک بات نکل رہی تھی کہ " بتاتے ہو کہ نہیں" لیکن احمد شاہ کی زبان یوں خاموش تھی جیسے کسی نے منہ سی لیا ہو۔ یہاں تک کہ درد و فریاد کے لئے بھی اس کا منہ نہیں کھل رہا تھا۔ مبادا کہ کہیں کوئی بات نکل نہ جائے۔

چھ سات فوجیوں نے اسے پھر اس کمرے سے اتنے سخت محاصرے میں یوں نکال دیا گویا احمد شاہ اس حال میں بھی ان کے محاصرے سے خود کو چھڑا سکتا ہو اور جیل کے آہنی دیواروں سے اپنی ہمت کے زور پر اڑ کر بھاگ سکتا ہو۔

تجزیاتی رپورٹ : سلطان صدیقی

کشمیر

تحریک حریت کیخلاف یہود اور ہنود کی سازش!

یہود اور ہنود کس طرح مسلمانوں کے خلاف یک جان اور دو قالب ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، یہود مظلوم فلسطینیوں کا جو قتل عام کر رہے ہیں اور ہندو بنیا بھارتی مسلمانوں اور مظلوم کشمیریوں کو کن کن طریقوں اور بہانوں سے ظلم و تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں آئے دن ان کی مثالیں ملتی رہی ہیں اور عالمی ذرائع ابلاغ میں ان کی خبریں چھپتی رہی ہیں، فلسطینیوں کا قتل عام ہو یا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خانہ کعبہ کے خلاف سازش ہو عراق کے ایٹمی پلانٹ کی تباہی ہو یا پاکستان کے کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کے خلاف منصوبوں کا جال ہو یا پوری دنیا میں کہیں بھی اسلامی تحریکوں اور قوتوں اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے سازشیں، ہر جگہ اسلام کے ازلی دشمنوں یہودیوں کی ذہنیت کار فرما نظر آتی ہے.

اقوام عالم میں یہودیوں کے بعد سازشوں، مکاریوں، چالبازیوں اور اسلام کے خلاف متعصبانہ نفرتوں میں دوسرے نمبر پر ہندوؤں کو یاد کیا جاتا ہے، جو برصغیر پاک و ہند پر آٹھ سو سال تک مسلمانوں کی حکمرانی کا داغ بھولے نہیں ہیں، اور نہ ہی اس نے برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کو دل سے تسلیم کیا ہے۔ بھارت میں آئے روز حیلے بہانوں سے مسلمانوں کے قتل عام اور پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے سے ان کے دل ٹھنڈے نہیں ہوئے اور مقبوضہ کشمیر میں مسلسل مظلوم کشمیری مسلمانوں کے خون سے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں مظلوم کشمیری مسلمانوں کے خلاف یہودیوں اور ہندوؤں کی مشترکہ سازش اور کاروائی کے بارے میں جب ۱۲ جولائی ۱۹۹۰ء کو اژانس افغان پریس نے اپنی ایک رپورٹ میں اطلاع دی کہ قابض بھارتی حکومت نے وادی کشمیر میں کشمیری حریت پسندوں کو کچلنے کے لئے اسرائیلی مشیروں کی خدمات حاصل کر لی ہیں اور انہیں سری نگر کے نواح میں ٹورسٹ ہٹس میں ٹھہرایا ہوا ہے تو بہت کم لوگ یہ بات ماننے کے لئے تیار تھے کہ ایسا ہوا ہوگا بلکہ اسلامی تحریکوں کے باخبر اور دشمن اور ان کی سازشوں کو نگاہ میں رکھنے اور تاریخ کا گہرا مطالعہ کرنے والے لوگ ہی اس اطلاع کو مصدقہ سمجھتے تھے.

تقریباً ایک سال بعد ۲۷ جون ۱۹۹۱ء کو کشمیری حریت پسندوں نے سری نگر کی مشہور ڈل جھیل میں کامیاب کاروائی کر کے آٹھ اسرائیلی سیاحوں (کمانڈوز) کو گرفتار کر لیا، ان کمانڈوز میں سے دو عورتوں کو چند گھنٹے بعد رہا

کر دیا گیا جبکہ باقی چھ اسرائیلی کمانڈوز کی بعد ازاں حریت پسندوں سے جھڑپ ہوئی جس میں ایک کمانڈو ہلاک اور تین شدید زخمی ہوئے، جبکہ باقی دو کو حریت پسند اپنے خفیہ ٹھکانوں میں لے گئے۔

آل انڈیا ریڈیو کی طرف سے اس واقعے کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سرینگر میں ایک اسرائیلی سیاح اس وقت ہلاک اور تین زخمی ہو گئے۔ جب آٹھ سیاحوں کے ایک گروپ نے اغوا کرنے والے حریت پسندوں سے مقابلہ کیا۔ ریڈیو نے دعویٰ کیا کہ اسرائیلی سیاحوں نے حریت پسندوں سے تین رائفلیں بھی چھین لیں۔ تاہم ریڈیو یہ نہ بتا سکا کہ جب وادی کشمیر میں سیاحوں کے داخلے پر مکمل پابندی ہے تو یہ سیاح وادی میں کیسے پہنچے تھے نہ ہی آل انڈیا ریڈیو نے یہ بتایا کہ سیاحوں کے پاس اسلحے کا کیا کام تھا اور کہاں سے آیا تھا جس کے ذریعے انہوں نے مسلح حریت پسندوں کا مقابلہ کیا۔

اگرچہ بھارتی حکومت نے ان اسرائیلیوں کو "سیاح" ظاہر کیا ہے لیکن خود بھارتی حکومت کی طرف سے وادی کشمیر میں سیاحوں کے داخلے پر پابندی ہے۔ ادھر کشمیری حریت پسندوں کے گروہوں نے وادی میں اسرائیلی باشندوں کی غیر معمولی طور پر بڑھتی ہوئی تعداد کے بارے میں کہا ہے کہ یہ سیاح نہیں بلکہ اسرائیل کے تربیت یافتہ کمانڈوز ہیں، جس کا ثبوت اس مسلح جھڑپ سے مل جاتا ہے کیونکہ عام طور پر کسی سیاح کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ ہتھیار اپنے پاس رکھ سکے یا اچانک کوئی ہتھیار اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کے باقاعدہ طریقے سے استعمال پر بھی قادر ہو اس لئے اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ سیاح نہیں بلکہ فوجی تربیت یافتہ کمانڈوز تھے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اسرائیلیوں کی مسلم دشمنی کسی سے بھی ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے اور بھارت و اسرائیل کے غاصبانہ مزاج میں بڑی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے، چنانچہ یہ امکان درست ہی ہے کہ بھارت نے کشمیری حریت پسندوں کی زور پکڑتی ہوئی جد و جہد سے تنگ آکر صیہونیوں کو اپنی مدد کے لئے پکارا ویسے بھی بھارت اور اسرائیل کے ہمیشہ سے در پردہ گہرے روابط رہے ہیں اور بالخصوص مسلمانوں کے مفادات کے خلاف ہنود اور یہود دونوں کا مزاج ایک دوسرے سے بہت ہی زیادہ ملتا ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں کشمیری حریت پسندوں کی تحریک آزادی کو ناکام بنانے کے لئے تنازعے میں اسرائیلی کمانڈوز کا داخلہ ایک نیا عنصر ہے جو اس جنگ میں شامل ہوا ہے، چنانچہ بین الاقوامی برادری کو اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے۔ کشمیر کی جنگ آزادی بنیادی طور پر بھارتی غاصبوں اور مسلمان کشمیری حریت پسندوں کے درمیان جنگ ہے، جس میں کشمیری حریت پسندوں کو عالم اسلام اور آزادی پسند اقوام کی اخلاقی حمایت حاصل ہے۔

اگر بھارت کرائے کے اسرائیلی کمانڈوز کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتا ہے تو کشمیری حریت پسندوں کے لئے بھی غیر ملکی مدد حاصل کرنے کا جواز پیدا ہو جاتا ہے خود بھارت کے فراہم کردہ اس جواز کے بعد اب عالم اسلام خصوصاً پاکستان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ کھل کر کشمیری حریت پسندوں کی مالی، مادی، سیاسی اخلاقی، سفارتی اور اگر ضرورت ہو تو

افرادی مدد بھی کر دے اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کی تحریک کو کامیابی تک پہنچا دیں

جماعت اسلامی آزاد جموں و کشمیر کے امیر عبدالرشید ترابی ایڈوکیٹ اور مقبوضہ کشمیر کی گیارہ سیاسی جماعتوں پر مشتمل نمائندہ اتحاد "تحریک حریت کشمیر" کے ترجمان پروفیسر محمد اشرف صراف نے اپنے اپنے بیانات میں بھارتی حکومت کے ان دعووں کی سختی سے تردید کی ہے کہ مجاہدین کشمیر کے ہاتھوں پکڑے جانے والے اسرائیلی سیاح تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ سیاح تھے تو مقبوضہ کشمیر میں کیسے داخل ہو گئے؟ جب کہ بھارتی حکومت نے گذشتہ ایک سال سے تمام غیر ملکیوں کے مقبوضہ کشمیر میں داخلے پر پابندی لگا رکھی ہے اور بین الاقوامی ادارے اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ کشمیر میں گذشتہ ایک سال سے کوئی سیاح داخل نہیں ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت نے اسرائیل کے ساتھ مل کر کشمیری مجاہدین کی جدوجہد کو کچلنے کا ایک بڑا منصوبہ تیار کیا ہے اور مذکورہ اسرائیلی کمانڈوز اس منصوبے کی تکمیل کے لئے کشمیر بھیجے گئے تھے ورنہ اتنی بڑی تعداد میں اسرائیلیوں کی کشمیر میں موجودگی کا کوئی اور مقصد نہیں، انہوں نے کہا کہ بھارتی حکومت کشمیر میں یہودی کمانڈوز کو مجاہدین کے خلاف استعمال کر رہی ہے اور مجاہدین کشمیر ایک مدت سے اس بات کا اظہار کر رہے ہیں لیکن کسی نے بھی ان کی بات پر توجہ نہیں دی اور بالآخر مجاہدین کشمیر نے دنیا کو اس منصوبے سے آگاہ کرنے کے لئے موجودہ اقدام اٹھایا، انہوں نے مزید کہا کہ چھ لاکھ بھارتی فوج کے ساتھ ساتھ اسرائیلی خفیہ ایجنسی "موساد" کے سینکڑوں کمانڈوز مقبوضہ کشمیر میں سرگرم عمل ہیں۔

آل جموں و کشمیر حرکت المجاہدین کے امیر مولانا فاروق کشمیری نے کہا ہے کہ بھارت ایک اسرائیلی کی ہلاکت پر واویلا کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ اسرائیلی کمانڈوز سیاحوں کی شکل میں مجاہدین کی تحریک حریت کچلنے کے لئے لائے گئے تھے انہوں نے کہا کہ پوری دنیا جانتی ہے کہ بھارت مقبوضہ کشمیر میں روزانہ سینکڑوں بیگناہ مسلمانوں کو ظلم کا نشانہ بناتا ہے، مسلمانوں کو زندہ جلایا جاتا ہے۔ ان کے گھروں اور املاک کو نذر آتش کیا جاتا ہے۔ کیا یہ واقعات دنیا سے مخفی ہیں ؟

مولانا فاروق کشمیری نے کہا کہ بھارت اپنے حلیف ممالک کے تربیت یافتہ افراد کو وادی میں مجاہدین کے خلاف استعمال کر رہا ہے تاکہ مجاہدین ان کو نقصان پہنچائیں اور دنیا میں مجاہدین کے خلاف نفرت پیدا ہو انہوں نے مسلم ممالک سے اپیل کی کہ وہ مقبوضہ وادی میں بھارت کی طرف سے ہونے والے مظالم کا نوٹس لیں اور بھارت کے ساتھ اقتصادی بائیکاٹ کریں۔ کیونکہ کشمیر میں مسلم اکثریت پر ہندوؤں نے ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے، انہوں نے کہا کہ مجاہدین بھارت کے ہر اس اقدام کو ناکام بنا دیں گے۔ جو تحریک کو دبانے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

چنانچہ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ آزاد دنیا بالعموم اور مسلم دنیا بالخصوص ان حالات کا نوٹس لے اور مظلوم کشمیری مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود کی مشترکہ سازشوں کو ناکام بنا دیں اور اس سلسلے میں مجاہدین کی ہر ممکن امداد و تعاون کھل کر کی جائے۔

بشکریہ ایشیاء

الجزائر میں اسلامی بیداری کی لہر اور مغربی اثرو رسوخ

الجزائر میں کثیر جماعتی نظام حکومت کے لئے شاذلی بن جدید کی حکومت پر ۱۹۸۵ء میں دباؤ میں شدید اضافہ ہوا جب اسلامی تحریک نے عام لوگوں کو متوجہ کیا اور ایک پارٹی سسٹم کی پالیسیوں اور اقدامات کو ان کے سامنے لانا شروع کیا۔ اس وقت الجزائر کی حکومت کسی قسم کی رعایتیں دینے کے لئے تیار نہ تھی اور اس نے ایسی کوششوں کو ختم کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ حالانکہ اس وقت تک اسلامی تحریک نے باقاعدہ کوئی شکل اختیار نہیں کی تھی اور وہ اسلام کی عملی حیثیت عوام کے سامنے پیش کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے تھے۔ ۱۹۸۰ء کے عشرے میں مختلف حلقوں کی طرف سے ون پارٹی سسٹم کی شدید مخالفت ہوتی تھی اور خصوصاً پہلے ۵ سالوں میں انہوں نے کثیر جماعتی نظام کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ مارچ ۱۹۸۴ء میں انہوں نے الجزائر میں انسانی حقوق کی ایک آزاد لیگ قائم کر دی جس پر اس کے لیڈروں کو قید کر دیا گیا۔ انہیں ابن الوقت قرار دے کر کہا گیا کہ وہ حکومت کو کمزور کرنا چاہتے تھے اور انسانی حقوق سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔

حکمران نیشنل لبریشن فرنٹ کے سربراہ اسلامی تحریک کے ارکان پر ان کی داڑھیوں اور پگڑیوں کے حوالے سے طنز کرتے اور اسے انسان کے پتھر کے زمانے کے رویوں سے مشابہ قرار دیتے وہ صدر شاذلی بن جدید کا ۱۹۸۲ء کا نعرہ ہمیں اسلام کے بارے میں کسی کی نصیحت کی ضرورت نہیں استعمال کرتے۔ ایک بار جب جولائی ۱۹۸۴ء میں لبریشن فرنٹ کے سربراہ ایسے ہی خیالات کا اظہار طلبہ کے ایک اجتماع سے کر رہے تھے۔ تو اس میں اکثریت داڑھی والے طلبہ کی ہی تھی۔

۱۹۸۵ء کے اختتام تک اسلامی نظام کے مطالبے نے حکومت کو پریشان کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک اسلامی مملکت کے مطالبے کو کمزور کرنے کے لئے حکومت نے لوگوں کو ایسے اقدامات کی طرف توجہ دلانا شروع کر دیا۔ جن سے اسلام کے حوالے سے ان میں شکوک و شبہات پیدا کئے جا سکتے تھے۔ حقیقت میں تمام مساجد اور مدرسوں پر حکومت کا زبردست کنٹرول تھا اور اسلام سے وابستگی رکھنے والوں اور اس کے لئے کام کرنے والوں کو زبردست طریقے سے ہراساں کیا جاتا تھا۔ راک اینڈ رول اور پاپولر میوزک کے ذریعے نوجوانوں کی توجہ ہٹانے کی کوششیں کی گئیں۔ اسی سال رمضان المبارک میں ایک نوعمر فیسٹول کا انعقاد کیا گیا جس میں یورپ کے پاپ گروپوں نے شرکت کی۔

جولائی ۱۹۸۴ء میں ایک اسلامی سیمپوزیم دارالحکومت میں رکھا گیا جس کا موضوع تھا "مغرب کی ثقافتی جارحیت" یہ دراصل اسلامی قدروں پر ایک شدید حملہ تھا حکومتی نمائندے سے پوچھا گیا کہ آیا پاپ گروپوں کا مظاہرہ اسلام پر حملہ نہیں ہے ان کا

جواب بہت عجیب و غریب تھا کہ ہمارے شہری سیاح کے طور پر ان ممالک میں جاتے ہیں تو ہمیں ان پاپ گروپوں کو اپنے بہلانے کے لئے تم جیسی طور پر کام کرنا چاہیئے تاکہ ان کے اور ہمارے درمیان یک رنگی پیدا ہو سکے۔

۱۹۹۰ء کے اوائل میں حکمران لبریشن فرنٹ نے سیاسی اصلاحات کا فیصلہ کیا اور اپوزیشن جس کا ایک بڑا حصہ اسلامی تحریکوں پر مشتمل تھا کے مطالبے پر سر جھکایا یہ کثیر جماعتی نظام کی طرف پیش رفت تھی اس میں پولٹ بیورو کے کثیر جماعتی بنیاد پر انتخاب کا فیصلہ بھی شامل تھا جو شاذلی بن جدید کی حکومت کو اس کی پالیسیوں پر رہنمائی دیتا تھا۔

FLN کو ۱۶ سیاسی پارٹیوں سے مقابلہ درپیش تھا۔ جن میں سب سے طاقتور اسلامک سالویشن فرنٹ تھی جس کی قیادت عباسی مدنی کر رہے تھے FLN کو اسلامک فرنٹ کے بڑھتے ہوئے عوامی اثر و رسوخ نے خطرے میں ڈال رکھا تھا جو ملک کو ایک اسلامی مملکت میں تبدیل کرنے کے لئے ملک گیر مظاہروں اور احتجاجی مارچوں کا اہتمام کر رہی تھی FLN نے اپنی خصوصی کانگرس میں جس میں پانچ ہزار نمائندے شریک تھے اسلامک فرنٹ کے مقابلے کے لئے یہ حکمت عملی تیار کی کہ ان کی مخالفت کو برداشت کیا جائے اور انہیں دبانے کی پالیسی فی الحال ترک کر دی جائے۔

مقصد یہ تھا کہ اس طرح FLN اپنے اُن تیس سال پر محیط اقتدار کی غلط کاریوں کی جوابدہی یا جواب کی صورت حال سے بچ سکے۔ جس کے دوران عوامی حقوق کا بیدردی سے گلا دبایا گیا تھا۔

FLN کی حکومت کو ایک چیلنج اور درپیش تھا۔ مشرقی یورپ میں تبدیلیوں نے الجزائر میں بھی اس نظریئے کو پختہ کیا تھا کہ سوشلزم کے تمام علمبردار انسانی حقوق کی شدید ترین مخالفت کرتے ہیں، اظہار اور تحریر کی سہولتوں اور آزادیوں کو سلب کرتے ہیں اس لئے حکمران FLN نے اس تاثر کو ختم کرنے کے لئے سیاسی آزادیوں کا فیصلہ کیا۔

الجزائر میں اسلامی نظام مملکت کے حوالے سے بھی FLN کا موقف بہت کمزور تھا اس نے محض یہ اقرار کیا کہ ۱۹۶۲ء میں فرانسیسی تسلط سے آزادی حاصل کرنے میں اسلام نے بحیثیت قوت ایک کردار ادا کیا تھا۔ اور حکومت آج بھی تہذیبی روایوں میں اسے ایک قوت خیال کرتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ۱۹۶۲ء سے لے کر اب تک جو کچھ حاصل کیا گیا موجودہ سیاسی اصلاحات اُن سے بڑھ کر ہیں گویا FLN کی حکومت اس حد سے آگے جانے کو تیار نہ تھی۔

اسلامک فرنٹ کے ارکان نے اپنے مظاہروں کے دوران قرآن کو ہاتھ میں اٹھا کر نکلنا شروع کیا۔ تو حکمران FLN نے ایک بار پھر سیاسی غلطی کی اور کہا کہ ملک میں بدامنی اور دہشت گردی کے خطرات بڑھ رہے ہیں یہ لوگوں کے اعتقاد پر ایک کاری وار تھا اسلام سے لوگوں کی محبت کو نظر انداز کرنے والے سوشلسٹوں کی اس سے عدم واقفیت نے اس غلطی کا ارتکاب کرایا، شاذلی بن جدید کے مشیروں کے خیال میں محض یہ کافی تھا کہ لوگوں کو بولنے اور لکھنے کی آزادی دے دی جائے اور کثیر جماعتی نظام لے آیا جائے تو ماضی کی تلخیوں کو دور کیا جا سکتا ہے اور اسلامک فرنٹ کو شکست دی جا سکتی ہے لیکن وہ سوشلزم کو کسی قیمت پر قربان کرنے پر تیار نہیں تھے۔ کثیر جماعتی نظام میں جس قسم کے سوشلزم کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ امریکہ بھی اس کی حمایت کر رہا تھا۔ حکمران جماعت کے اندر ایک عنصر ضرور اس خیال کا حامی تھا کہ بدلے ہوئے حالات میں جماعت کی تنظیم نو اور اس کے مقاصد پر نظر ثانی ضروری ہو چکی ہے لیکن اس کی آواز سننے والا کوئی نہ تھا۔

حکمران پارٹی مخالف جماعتوں کی اس صلاحیت سے بہت زیادہ خائف تھی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے اژدہام اکٹھے کر لیتے تھے. اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ تیس سال تک عوام کو سیاسی اجتماعات سے محروم رکھا گیا تھا. ان کی زبان اور ہاتھ بندھے ہوئے تھے جب انہیں اپنے جذبات کے اظہار کا موقع ملا تو وہ مخالف جماعتوں کے پلیٹ فارم پر جمع ہوتے. چونکہ اس عرصہ میں اسلام پر دورِ ابتلاء رہا اس لئے مسلمانوں کا رجحان اسلامک فرنٹ کی طرف ہو گیا. جس نے لوگوں کے عقائد کی اصلاح اور ان میں اسلامی نظریہ زندگی کا شعور پیدا کرنے کے لئے مسلسل مختلف صورتوں میں کام کیا تھا.

جون ۱۹۹۰ء کے بلدیاتی انتخابات FLN کے لئے ایک امتحان تھے حکمران پارٹی کا خیال تھا کہ اسلامک فرنٹ ۲۰ فیصد سے زیادہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے گا اور میونسپل کمیٹیوں اور لوکل باڈیز پر حکمران جماعت کی گرفت مضبوط رہے گی. لیکن نتائج نے نہ صرف افریقہ بلکہ ساری دنیا کو چونکا دیا تھا اس لئے کہ اسلامک فرنٹ نے لبریشن فرنٹ کا مکمل صفایا کر دیا تھا. اس نے پندرہ ہزار میونسپل عہدوں میں سے ۵۵ فیصد پر شاندار کامیابی حاصل کر لی تھی دار الحکومت ان کے قبضے میں آ گیا تھا جبکہ ۴۸ میں سے ۳۲ صوبوں پر ان کا مکمل کنٹرول ہو گیا تھا. مجموعی طور پر اسلامک فرنٹ کو ۸۷ فیصد ووٹوں پر کامیابی حاصل ہوئی تھی.

اس شاندار کامیابی نے مغرب کو زبردست ہیجان میں مبتلا کر دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کامیابی نے تیونس مراکش سمیت شمالی افریقہ کے تمام ممالک کو اسلامی احیائی تحریک کے خطرے سے آگاہ کر دیا تھا. حالات تیزی سے مغرب پسندوں کے ہاتھوں سے اور زیرِ حکمران جماعت کے قدموں سے نکلتے جا رہے تھے.

اس کامیابی کے بعد حکمران جماعت FLN نے مغربی پریس اور خصوصاً فرانسیسی پریس کی مدد سے اس زور کو کم کرنے کی کوششیں شروع کر دیں سب سے خطرناک پہلو یہ تھا کہ اسلامک فرنٹ کے نمائندوں کی انتظامی صلاحیتوں کو متنازعہ اور مشکوک بنایا جائے. اور عام طور پر اس تاثر کو پھیلایا جائے کہ اسلامک فرنٹ حالات کا مقابلہ نہیں کر پا رہا. وہ لوگوں کو روزگار اور دیگر ضروریات زندگی کے سلسلہ میں محرومیوں کا شکار رہا ہے حالانکہ یہ بنیاد کے بغیر الزام تھا. اس لئے کہ بلدیاتی اداروں کا ملازمتوں اور بنیادی ضروریات فراہم کرنے سے نہیں بلکہ تعمیراتی اور ترقیاتی امور سے رابطہ تھا اور وہ تیزی سے ان کاموں کو نمٹا رہے تھے. عوام جانتے تھے کہ سالوں کی آمریت اور حقوق کی پامالی کے بعد محض چند مہینوں میں تبدیلی لانا مشکل ہی نہیں ممکن بھی نہ تھا. علاوہ ازیں اسلامک فرنٹ کی زبردست کامیابی نے لوگوں کو پہلی بار جس فتح سے سرشار کیا تھا. اس کا احساس تو انہیں آزادی کے بعد پہلی بار ہی ہوا تھا. اس لئے وہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے کا اس طریقے سے شکار نہ ہو سکے. جس کی توقع مغرب اور حکومت کر رہی تھی.

ان انتخابات کے بعد صدر شاذلی بن جدید پر پارلیمنٹ توڑ کر نئے انتخابات کرانے کے لئے دباؤ میں شدید اضافہ ہو گیا تھا. ان کے لئے زیادہ پریشان کن براہِ راست صدارتی انتخاب کا مطالبہ تھا جو عوام میں مقبولیت حاصل کر چکا تھا

مغرب کے لئے یہ مسئلہ اس لئے بھی اہم تھا کہ شاذلی بن جدید حکومت کی

ناکام پالیسیوں کی وجہ سے ۲ لاکھ الجزائری فرانس جا چکے تھے اور مزید ہجرت جاری تھی اس کا رخ اب مختلف یورپی ممالک کی طرف تھا۔ ایک مغربی سفارت کار کے بقول الجزائر فرانس کے لئے وہی حیثیت رکھتا تھا جو میکسیکو امریکہ کے لئے حاصل ہے۔ مزید برآں اس ملک میں اسلامی تحریک کی کامیابی کا مطلب تھا کہ مصر، تیونس اور مراکش اسلامی احیائی تحریک کے اگلے ہدف ہوں گے اور وہاں بھی ان کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہوگا۔

اس سال جون میں ہونے والے انتخابات کئی اعتبار سے اہم تھے۔ صدر شاذلی بن جدید کو اپنی بقا کا چیلنج بھی درپیش تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ خلیجی بحران اور جنگ کے دوران وہ بظاہر ایک ایسے عنصر کے طور پر کام کرتے رہے تھے جو عراق اور اتحادیوں کو صلح پر راغب کر رہا تھا۔ لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے نزدیک اس کا کردار پسندیدہ نہیں تھا۔ الجزائر کے اندر امریکہ کے خلاف شدید نفرت کا اظہار ہو رہا تھا اور زبردست مظاہروں نے الگ صورت حال پیدا کر رکھی تھی یہی حال تیونس کا بھی تھا ان حکومتوں کی عراق کی شکست نے حالت مزید نازک کر دی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ امریکہ اور اتحادیوں نے فتح کے بعد ان ممالک کے خلاف اقدامات کا آغاز کر دیا تھا جو کسی نہ کسی طرح ان کے خلاف رہے تھے۔ چنانچہ الجزائر کی حکومت کا یہ اعلان کہ وہ صدر صدام حسین کو پناہ نہیں دے گی ایک قبل از وقت اعلان تھا اس لئے کہ ایک طرف تو صدام حسین نے پناہ کے لئے باقاعدہ کوشش ہی نہ کی تھی دوسرے الجزائر کا یہ اعلان اسے مزید تنہا کرنے کا بھی سبب بنا۔ جو لوگ عراق کی تباہی پر افسردہ تھے وہ لازمی طور پر صدام کے بھی حامی نہ تھے بلکہ انہیں رنج صرف یہ تھا کہ مسلمانوں کی عاقبت نا اندیشی اور حکمرانوں کی بے عقلی نے ایک مسلمان ملک کی طاقت کو تباہ کرا دیا تھا۔ الجزائر کے عوام میں اس تاثر نے بہت قدم جمائے تھے اور اسلامک فرنٹ نے بھی اس موقف کو اختیار کیا تھا کہ امریکہ آج عراق کو تباہ کرنے کے بعد کسی اور طرف کا بھی رخ کر سکتا ہے چنانچہ حکومت کی مجبوری تھی کہ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اسلامک فرنٹ کو اقتدار میں آنے سے روکے۔ اگر فرنٹ اقتدار میں آتا تو امریکہ اور مغرب کو دو نقصان تھے ایک یہ کہ الجزائر پہلا ملک بن جاتا جہاں لوگ عملی طور پر ایک مکمل اسلامی معاشرے کے لئے کام کرتے۔ دوسرے جغرافیائی اعتبار سے امریکہ کی خطے میں مخالفت سے اس کے مفادات ختم ہو جاتے۔ چنانچہ الجزائر کی حکومت نے انتخابی قوانین میں اس نوعیت کی تبدیلیاں کیں۔ جن کی وجہ سے اسلامک فرنٹ کا انتخابات میں آنا اور انہیں جیتنا لاحاصل مشق نظر آنے لگا۔

اسلامک فرنٹ کو ملک کی نوجوان نسل میں زبردست مقبولیت حاصل ہو چکی تھی اور اس کے تمام تر کاموں میں یہی نسل آگے آگے تھی۔ نوجوان نسل ملک کی آبادی کا ۲۵ فیصد ہے اور پھر جون ۱۹۹۰ء کے انتخابات کے بعد صورتِ حال یہ تھی کہ مرکز میں حکومت لبریشن فرنٹ یعنی FLN کی تھی اور ملک بھر کی بلدیاتی نمائندگی اسلامک فرنٹ کے پاس تھی۔ گویا دو متوازی حکومتیں تھیں جو عملی طور پر کام کر رہی تھیں اور دونوں کے رُخ اور پالیسیاں اور نظریات مختلف تھے۔

جب الجزائر کی پارلیمنٹ نے اس سال جون میں عام انتخابات کا اعلان کیا تو اسلامک فرنٹ نے ایک طرف تو انتخابی قوانین کو مسترد کر دیا اور دوسری طرف صدارتی انتخابات کے مطالبہ کو

مضبوط کرنے کے لئے ملک کی دیگر آٹھ سیاسی پارٹیوں کو اپنی حمایت کا یقین دلا دیا۔ جو صدارتی انتخابات کا مطالبہ کر رہی تھیں۔

انتخابی قوانین کے خلاف ۲۹ مئی کو اسلامک فرنٹ نے زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے ہاتھوں میں قرآن کے نسخے اٹھا رکھے تھے وہ نعروں میں کہہ رہے تھے کہ فرانس کے کٹھ پتلی حکمران کے خاتمے تک ہڑتال اور مظاہرے جاری رہیں گے۔ اس ہڑتال کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ اسلامک فرنٹ نے ملک کی صنعتی ترقی کو متاثر کئے بغیر اس کا اہتمام کرنا چاہا تھا۔ چنانچہ تیل اور گیس کی پیداوار، ٹرانسپورٹ اور تعلیمی اداروں کی بندش سے احتراز کیا گیا تھا۔

موجودہ خونریز ہنگاموں کی وجہ یہ تھی کہ حکومت نے ان ٹاؤن ہالوں کو تالے لگا دیئے تھے۔ جہاں اسلامک فرنٹ کی حکومت تھی ٹاؤن ہال بند تھے اور مظاہرین گلیوں اور سڑکوں پر پھیل گئے تھے۔ ایک اعتبار سے یہ حکومت کی ہی خواہش تھی ۲۹ مئی کو دار الحکومت مکمل طور پر مفلوج ہو چکا تھا۔ اسلامک فرنٹ نے ان انتخابات میں ۵۴۲ حلقوں میں ۵۲۸ حلقوں میں امیدوار کھڑے کئے تھے ان کا منشور ایک اسلامی مملکت کا قیام تھا اور وہ ان انتخابات کے دن ہی صدارتی انتخاب کا مطالبہ کر رہا تھا ان کے جلسوں میں اسلامی نظام کے نفاذ پر جب گفتگو ہوتی تو لوگوں کے جذبات دیدنی ہوتے، الجزائر کی حکومت اس صورت حال سے بری طرح خائف تھی حکومت نے مظاہروں کو قوت سے کچلا تو دار الحکومت میدانِ جنگ میں بدل گیا، ہنگامی حالت نافذ کر دی گئی مخالفین حکومت کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ صدر نے کابینہ توڑ دی اور نئی کابینہ کے لئے نیا وزیر اعظم مقرر کر دیا ملک میں ہنگامی حالت کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔

اسلامک فرنٹ نے حالات کی نبض کو دیکھ کر فیصلہ کیا کہ مظاہروں کا سلسلہ روک دیا جائے۔ تاکہ شہروں میں فوج کے عمل دخل اور ٹینکوں کے گشت کا بندوبست نہ کیا جا سکے چنانچہ کارکنوں سے کہا گیا کہ وہ مظاہرے نہ کریں اور ہڑتال کی اپیل واپس لے لی گئی۔ چنانچہ گیارہ روز تک شدید بے چینی کے بعد کسی حد تک سکون ہو گیا اس دوران چھ افراد ہلاک ہوئے تھے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ انتخابات ملتوی ہیں رات کا کرفیو نافذ ہے۔ ہر قسم کے جلسے جلوسوں اور ریلیوں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اسلامک فرنٹ نے ملتوی شدہ ہڑتال کو دوبارہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور ملک بھر میں ہدایات دی ہیں کہ جہاں جہاں ممکن ہو سکے فوج سے تصادم کئے بغیر جلسوں اور ریلیوں کا اہتمام کیا جائے چار ماہ کا مارشل لاء ہے جس میں توسیع کے واضح اشارے مل رہے ہیں۔ حالات کو خراب کرنے میں اصل کردار سیاسی عدم حکمت عملی نے ادا کیا ہے۔ عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے یہی بات کافی تھی کہ انتخابات میں اصل مقابلہ حکمران جماعت اور اسلامک فرنٹ سے نہیں بلکہ حکمران جماعت اور غیر قانونی اور غیر اخلاقی قوتوں سے تھا۔

الجزائر کے ان حالات نے تیونس پر گہرا اثر ڈالا ہے چنانچہ وہاں حکومت نے بیشمار افراد کو گرفتار کیا ہے اور اسلامی تحریک "اپناڈا" کے راہنماؤں اور سرگرم کارکنوں کو قید و بند سے دوچار کر دیا گیا ہے۔ ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ کے ایک اعلامیے کے مطابق تیونس اندرونی طور پر شدید خلفشار کا شکار ہے، امن و امان کی صورت حال بے قابو ہو چکی ہے، حکومت کے شدید اقدامات کی وجہ سے عوام میں بے چینی اور عدم تحفظ کا احساس بڑھا ہے۔

جہاد

طلب غنائم، قومی حمیت اور جوش انتقام کیلئے نہیں، بلکہ محض اعلائے کلمۃ اللہ ہی کیلئے چاہیئے

حکم خداوندی ہے کہ:

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

اسی بنا پر جہاد ہر لحاظ سے مکمل خالص اور جامع ہونا چاہیئے، جو طاقت بھی اللہ کی بندگی میں مزاحم ہو اسے شکست دینی چاہیئے۔ خواہ وہ اپنے نفس کی طاقت ہو یا کوئی خارجی طاقت، آدمی خود بھی اللہ کی خالص اور ٹھیک ٹھیک بندگی کرے اور دنیا میں بھی اس کا کلمہ بلند اور کفر والحاد کے کلمے کو پست کر دینے کے لئے جان لڑا دے۔

ارشاد خداوندی ہے کہ:

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں نہایت کمزور ہیں۔

اہل ایمان کا جہاد و قتال صرف اللہ کے دین کی خاطر ہوتا ہے ان کا جہاد اُن تمام اوصاف و کمالات کا آئینہ دار ہو گا جو اخلاص اور للہیت کا تقاضا ہیں۔ وہ راہ جہاد میں قدم قدم پر اس امر کا ثبوت فراہم کرتے جائیں گے کہ ان کو کسی دنیاوی متاع یا ناموری کی ضرورت نہیں ہے وہ خارجی شیطان کو مارنے سے پہلے اپنے داخلی شیطان کی سرکوبی کرینگے اسلامی احکام کی پابندی، آداب جہاد کی رعایت، رُفقائے جہاد کی خدمت اور جہاد خالص کے تقاضے پورے کرنے میں اُن سے کوتاہی نہیں ہو گی۔ اس کے برعکس جو لوگ طاغوت کے راستہ میں لڑتے ہیں، اُن کی نیت و ارادہ سے لے کر ہر جہد و کوشش تک پر طاغوت کی محبت اور طاغوت کا رنگ غالب ہو گا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائیاں دو قسم کی ہیں، جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے لڑائی کی اور اس میں امام کی اطاعت کی اور اپنا بہترین مال خرچ کیا۔ اور ساتھی کے لئے سہولت پیدا کی اور فساد سے اجتناب کیا تو اس کا سونا، جاگنا سب اجر کا مستحق ہے۔ اور جس نے شیخی بگھارنے اور دنیا کے دکھاوے اور شہرت کے لئے جنگ کی اور اس میں امام کی نافرمانی کی، اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ کچھ ثواب لے کر نہ لوٹا۔ بلکہ الٹا عذاب کا مستحق ہوا۔

مسلمان مجاہد کو اپنا جہاد خالص اسلامی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل سے شہرت و ناموری کی طلب، عزت و ترقی کی خواہش، مال و دولت اور حصولِ غنائم کی طمع، تمغوں کا لالچ، شخصی اور قومی عداوت کا انتقام، شجاعت و مردانگی کی لاف زنی، اور تخریبی جذبے کو نکال دے۔ اُس کے دل میں

خدا کی خوشنودی کے بجائے اور کوئی ارادہ کارفرما نہ ہو۔ امیر کی اطاعت اور اسلامی احکام کی پابندی میں غفلت نہ کرے۔ اپنی محبوب ترین شے کو اسلام کی راہ میں خرچ کر دینے کا جذبہ ہو۔ اپنے ہر قول و فعل اور تمام حرکات و سکنات میں مجاہد کی شان پیدا کرے، کسی کو زبان سے یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے۔ ساتھیوں کے لئے باعثِ رحمت و موجب سہولت ہو اور اپنے جذبۂ فدا کاری کو دوسروں کے لئے نمونہ بنائے، فتوحات کی صورت میں یہ ثابت کر دے کہ وہ تخریب پسند اور فساد پرست اور طالع آزما گروہ سے تعلق نہیں رکھتا وہ ان فاتحین میں سے نہیں ہے جن کا ذکر قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

" بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہو جاتے ہیں تو فساد برپا کر دیتے ہیں اُس بستی کے ذی عزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں"

بلکہ اُس کی شان ان فاتحین کی ہو جس کی مدح سرائی میں قرآن مجید نے فرمایا ہے۔ (یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ملک کے اندر ہم ان کے پاؤں جما دیں، تو یہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص بہادری کے لئے لڑتا ہے۔ یا حمیت قومی کے لئے لڑتا ہے یا دکھاوے کے لئے لڑتا ہے، ان میں سے کونسی جنگ راہ خدا میں ہے؟

حضورؐ نے فرمایا: راہِ خدا کی جنگ تو صرف اس شخص کی ہے جو محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے لڑے۔

یہ اوپر کی حدیث کی تشریح ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی اور غیر اسلامی جنگ کا بنیادی فرق واضح فرمایا ہے اسلامی جنگ کا لبّ لباب یہ ہے کہ وہ اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے ہوتی ہے، اور صرف ملکوں کی فتح ہی مدنظر نہیں ہوتی بلکہ ان اصول وضوابط اور آداب و اخلاق کا غلبہ بھی پیش نظر ہوتا ہے۔ جو جنگ و صلح کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں، ریاکاری اظہار شجاعت اور حمیت قومی کی خاطر جنگ دنیا میں جب بھی لڑی گئی ہے وہ دنیا کے اندر فساد ظلم اور کشت و خون کا پیغام لے کر آئی ہے اس لئے اسلام نے ہر اس جذبہ کو مقاصد جنگ سے نکال دیا ہے جو "جنگ برائے جنگ" یا جنگ برائے ملک گیری" پر مبنی ہو اس کے بجائے اسلام نے "جنگ برائے امن" اور "جنگ برائے اعلائے کلمۃ اللہ" کا ضابطہ قائم کیا ہے، اس ضابطے نے جنگ کو کشت و خون کا ذریعہ نہیں بلکہ کشت و خون کے انسداد کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

ابو امامہ بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا: اگر ایک شخص مال اور ناموری کے لئے لڑے تو اسے کیا اجر ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اس آدمی نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا اور ہر مرتبہ حضورؐ یہی فرماتے رہے کہ اُسے کچھ اجر نہیں ملے گا۔

اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا: اللہ کے ہاں صرف وہی عمل قبول ہوتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو اور اُسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔

زمانہ جاہلیت میں جو جنگیں لڑی جاتی رہی ہیں وہ زیادہ تر دو مقاصد کے لئے ہوتی تھیں: اولاً، دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ مال و دولت کی شکل میں ہوں یا شہروں اور بستیوں پر قبضہ کی شکل میں یا انسانوں کو غلام و زیر نگین بنانے کی شکل میں۔

ثانیاً، دنیا کے اندر نام پیدا کرنے کے لئے خدائے خدائیگاں کہلانے کے لئے، جہانگیر و رستم و سہراب کا لقب پانے کے لئے، فاتح اعظم و فرمانروائے شرق و غرب کے خطابات تاریخ پر ثبت کرنے کے لئے۔

اس لئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ

وسلم نے جب یہ واضح فرمایا کہ دنیاوی فائدے اور نام و نمود کی خاطر جنگ لڑنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ تو سائل کو یکسر بدلا ہوا یہ تصور جنگ عجیب سا محسوس ہوا۔ اس لئے بار بار وہ یہ سوال کرتا رہا اور حضورؐ نفی میں جواب دیتے رہے اور بالآخر آپؐ نے اُسے مطمئن کرنے کے لئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت تک کوئی عمل قبول نہیں ہوتا جب تک وہ خالص اس کی خوشنودی و رضا کے لئے نہ ہو۔ اور جنگ اُسی وقت جہاد فی سبیل اللہ کہلا سکتی ہے جب کہ خالص اُسی کے لئے ہو، نہ مال و دولت کے لئے اور نہ جاہ و عزت کے لئے ورنہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کے بجائے جہاد فی سبیل الطاغوت ہوگی۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے اُس شخص کا فیصلہ کیا جائے گا جو لڑ کر شہید ہوا، چنانچہ اُسے خدا کے سامنے لایا جائے گا۔ اور خدا اس کو اپنی نعمتیں جتائے گا اور جب وہ ان کا اقرار کرلے گا۔ تو پھر خدا پوچھے گا کہ تو نے ان نعمتوں کا شکریہ کس طرح ادا کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیرے لئے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ اس پر خدا فرمائے گا۔ تو نے جھوٹ بولا، تو تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ کہیں، بڑا جری ہے، سو تیرا یہ مقصد پورا ہوگیا۔ پھر خدا اس کے لئے عذاب کا حکم دے گا۔ اور اُسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائیگا"

اس حدیث سے یہ ثابت ہوگیا کہ بڑے سے بڑا عمل بھی نیت کے فساد سے اکارت ہوجاتا ہے۔ ایک شخص نے اپنی جان تک دے دی، جس سے عزیز تر دنیا کے اندر آج تک کوئی چیز دریافت نہیں ہوئی، مگر اتنا عظیم عمل فاسد بنیاد پر استوار ہونے کی وجہ سے اکارت گیا جان کی بازی لگا دینے کا محرک یہ جذبہ تھا کہ جری اور جیالا کہلائے، سو وہ حاصل ہوگیا۔ اور جب اللہ کے دربار میں حاضر ہوا تو اُسے معلوم ہوا کہ اس کی قربانی کا لین دین برابر سرابر ہوچکا ہے اور چونکہ اُس نے یہ لین دین کا سودا ملکیت غیر کے ساتھ کیا تھا۔ یعنی وہ جان جو اللہ نے اُسے دی تھی اور جس کا حق یہ تھا کہ وہ اُسی کی راہ میں جاتی وہ اُس نے اپنی فانی خواہش (شہرت) کے بدلے دے دی اس لئے وہ اس ناحق معاملے پر مستحق عذاب ہوا۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے جہاد کی حقیقت بتائیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اے عبداللہ! اگر تو نے صابر اور طالب ثواب بن کر لڑائی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے روز صابر اور طالب ثواب ہی اُٹھائے گا۔ اور اگر تو دکھاوے کے لئے یا مال جمع کرنے کے لئے لڑا تو تجھے اللہ ریاکار اور حریص مال بنا کر اُٹھائے گا۔ اے عبداللہ! جس حالت میں تو لڑے گا یا مارا جائے گا اُسی حالت پر اللہ تجھ کو اُٹھائے گا۔

ان پانچوں حدیثوں میں ایک ہی مضمون کو مختلف انداز میں دہرایا گیا ہے ان تمام روایات کا حاصل یہ ہے کہ اگر جنگ کے محرکات یہ پانچ چیزیں ہوں: طلب غنائم اظہار شجاعت، ریاکاری، حمیت قومی و وطنی جوش انتقام، تو یہ جنگ اسلامی نہیں ہے۔ اسلامی جنگ وہ ہے، جس کا محرک اللہ کے دین کی برتری ہو، امام طبری نے تصریح کی ہے کہ اگر مجاہد کے پیش نظر تو ہو اعلائے کلمۃ اللہ، مگر ضمناً اس سے اظہار شجاعت بھی ہوتا رہے، اپنی قوم اور اپنے وطن کی مدافعت کا خیال بھی رہے اور کفار سے انتقام کا جوش بھی اس اندر موجزن ہو، تو کوئی قباحت نہیں ہے۔

اخبار جہاد

صوبہ پکتیا میں مجاہدین کی کاروائیاں

۳ ٹینک تباہ کر دیئے گئے

الحاج مولانا جلال الدین حقانی کے جہادی مراکز سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق کمانڈر سلطان کی قیادت میں ہمارے جیالے مجاہدین نے گذشتہ ہفتہ کے دوران گردیز اور زرمت کے درمیان واقع علاقہ "دزنگ" میں روسی حمایت سے قائم نجیب انتظامیہ کے ایک فوجی قافلہ پر حملہ کر کے تین ٹینک تباہ کر دیئے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ لڑائی مسلسل کئی گھنٹوں تک جاری رہی جس میں دشمن کو مالی نقصانات کے ساتھ ساتھ مجاہدین انہیں بھاری جانی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو گئے تاہم مردہ یا زخمی ہونے والے افراد کی تعداد کا اندازہ فوری طور پر نہ ہو سکا۔ اطلاعات کے مطابق علاقے میں مجاہدین کی کاروائیاں جاری ہیں۔

ہرات میں دشمن کی ۸۲ فوجی ہلاک

ایک ٹینک، دو گاڑی نذر آتش

میڈیا۔ صوبہ ہرات سے موصولہ اطلاعات کے مطابق گذشتہ ماہ کے آخری ہفتے میں مجاہدین راہ حق و آزادی نے سب ڈویژن زندہ جان کے "دشت نگر خواجہ" میں کابل مزدور رژیم کے دستوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ شدید جھڑپ کے نتیجے میں دشمن کے ۲۲ فوجی و ملیشیا افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے جبکہ دیگر ۹، افراد شدید زخمی ہوئے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق ہمارے جیالے اور نڈر مجاہدوں نے اسی علاقہ میں دشمن کا ایک زبردست حملہ پسپا کر دیا۔

رپورٹ کے مطابق کابل مزدور رژیم کے فوجیوں نے عید الاضحی کے موقع پر مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کر دیا۔ مجاہدین کی زبردست مزاحمت کے نتیجے میں کابل فوج پسپائی پر مجبور ہو گئی۔ اس کاروائی کے دوران دشمن کے ۶۰ فوجی ہلاک، ایک ٹینک اور دو موٹر گاڑی نذر آتش کر دی گئیں، لڑائی میں ۲ مجاہد شہید اور ۴ زخمی ہوئے۔

صوبہ پکتیا میں ۱۲ کابل فوجی ہلاک

موصولہ اطلاعات کے مطابق الحاج مولانا جلال الدین حقانی کی زیر قیادت لڑنے والے غیور مجاہدوں نے ۵، جولائی ۱۹۹۱ء کو گردیز کی حفاظتی پٹی پر جنوب مغرب کی طرف سے ایک کامیاب حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں کابل کمیونسٹ رژیم کے

۱۲ فوجی ہلاک اور ۶ گرفتار کر لئے گئے
بتایا گیا ہے کہ اس حملہ کے دوران دشمن کے ۲ ٹینک اور ایک فوجی گاڑی تباہ کر دی گئی جبکہ کسی مجاہد کی شہادت یا زخمی ہونے کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی ہے۔

صوبہ سمنگان میں ۲۰ ملیشیا فوجی ہلاک

میڈیا: مجاہدین راہِ حق نے ۴ر جولائی ۱۹۹۱ء کو صوبہ سمنگان کے سب ڈویژن خلم کے علاقے تنگی تاشقرغان میں نجیب حکومت کی فوجی چوکیوں کو نشانہ بناکر ۲۰ ملیشیا فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ جبکہ ۳۰ دوسرے زخمی ہوئے دس سپاہی اپنے اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔

خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ اس کارروائی کے نتیجے میں دشمن کے ۲ ٹینک بھی تباہ کر دیئے گئے۔

رپورٹ کے مطابق مجاہدین اسلام نے جنگی سازو سامان سے لدی ہوئی ۲ گاڑیوں اور ۲۰ کلاشنکوف رائفلوں اور دیگر مختلف النوع اسلحہ پر قبضہ کر لیا۔

بادغیس اور بغلان میں کامیاب کارروائیاں
۲ ٹینک تباہ ۲۷ فوجی ہلاک

میڈیا: موصولہ اطلاعات کے مطابق کابل مزدور رژیم کی فوج نے (قلعہ نو) کے اطراف میں مجاہدین کا محاصرہ توڑنے کی غرض سے ۸ر جولائی ۱۹۹۱ء کو مجاہدین کے مقامی مراکز پر حملہ کر دیا۔ لیکن بے سود رہا۔

اطلاع کے مطابق مجاہدین کے جوابی حملے کے نتیجے میں ۱۷ ملیشیا سپاہی ہلاک اور کئی ایک زخمی کر دیئے گئے۔ اور فوجی قافلہ واپسی پر مجبور کر دیا گیا۔ اطلاع کے مطابق (قلعہ نو) بدستور مجاہدین کے محاصرے میں ہے۔

ایک اور رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس بڑی کارروائی کے دوران دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر عملہ سمیت تباہ اور ۱۲ ملیشیا فوجی اسلحہ سمیت گرفتار کر لئے گئے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق ہمارے جیالے مجاہدوں نے ۹ر جولائی ۱۹۹۱ء کو صوبہ بغلان کے مرکزی علاقہ "گرداب" میں دشمن کے ایک مرکز پر حملہ کر کے دو بکتر بند گاڑیاں عملہ سمیت تباہ اور کئی ملیشیا فوجی ہلاک کر دیئے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کابل حکومت نے بعد میں انتقامی کارروائی کے طور پر علاقے پر بے تحاشا بمباری کی جس سے علاقے کے مکینوں کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچے۔

روسی سرحد پر واقع اہم قصبے اندخوئی کے نزدیک فوجی چوکی پر مجاہدین کا قبضہ

مجاہد کمانڈر شہید، دو مشین گنوں، دو راکٹوں اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا

شمال مغربی افغانستان کے صوبہ فاریاب میں مجاہدین نے کچنار باغ کی حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ جو تاریخی قصبے اندخوئی کے نواح میں روسی سرحد پر واقع ہے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق افغان مجاہدین نے ۱۰ر جون

کی رات کمانڈر سید کمال کی قیادت میں حفاظتی چوکی پر حملہ کیا تھا۔ اس کارروائی میں کمانڈر سید کمال سمیت چار مجاہد شہید ہو گئے۔ تاہم مجاہدین نے اس اہم چوکی سے کابل فوجیوں کو مار بھگایا جو دس لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے تیز رفتار معرکے میں اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار مجاہدین کے ہاتھ آئی جن میں دو مشین گنیں، دو راکٹ لانچر اور ایک وائرلیس سیٹ شامل ہے قدیم زمانے میں اندخوئی قصبہ باغات کے لئے مشہور تھا اور برصغیر کے پہلے مغل شہنشاہ بابر نے اپنی سوانح حیات تزک بابری میں اندخوئی کا ذکر کیا ہے۔

ہرات کے محاذ پر مجاہدین کی کامیابیوں پر انتقامی کارروائیاں

ہزاروں افغان شہری ایرانی سرحد کی طرف ھجرت کر گئے

مغربی افغانستان میں ہرات کے محاذ پر مجاہدین کی کامیابیوں کے ردعمل میں کابل انتظامیہ انتقامی کارروائیاں کر رہی ہے، جبکہ سرحد پار سے روسی طیاروں کی بمباری کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ مجاہدین کے ذرائع نے بتایا ہے کہ سب ڈویژنل قصبے زندہ جان پر قبضے اور روسی سرحد سے تورغنڈی کو ہرات سے ملانے والی سڑک پر مجاہدین کے کنٹرول سے فوجی رسد کی فراہمی معطل ہونے کے بعد کابل انتظامیہ نے آزاد علاقوں پر گولہ باری تیز کر دی ہے۔

ان ذرائع کے مطابق فوجی اقدامات کے علاوہ کابل انتظامیہ ہرات اور زندہ جان کی طرف آنے والے راستوں کا رخ تبدیل کر رہی ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں افغان شہری ایرانی سرحد کی طرف ہجرت کر رہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ پانی کی فراہمی بند ہونے سے کھڑی فصلیں اور باغات بھی شدید متاثر ہوئے ہیں،

دریں اثنا روسی طیاروں نے فاریاب کے ساتھ صوبہ بادغیس میں بھی دیہی آبادیوں کو نشانہ بنایا ہے، جہاں نقصانات کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

گرشک میں پھنسا ہوا

فوجی کارواں پسپا

گرشک کے مقام پر کٹھ پتلی نجیب انتظامیہ کے لئے پھنسی ہوئی سینکڑوں ٹرکوں پر مشتمل روسی کمک کو ایک بار پھر محاصرہ شدہ شہر قندھار پہنچانے کی کوشش ناکام ہو گئی ہے اس مرتبہ کابل فوج نے عید کے روز گرشک سے قندھار کارواں لے جانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اطلاعات کے مطابق افغانستان میں ۲۲ جون کو سحر سے پیشتر کابل بکتربند دستے پہلی قسط کے طور پر سامان رسد اور اسلحہ سے بھرے ہوئے پچاس ٹرکوں کے کارواں کو خاموشی سے اندھیرے میں لے کر نکلا۔ کابل انتظامیہ کو توقع تھی کہ عیدالاضحیٰ کی وجہ سے مجاہدین کی قندھار شاہراہ پر نگرانی ختم ہو گی، لیکن گرشک سے آٹھ کلومیٹر دور مجاہدین کی ناکہ بندی موجود تھی۔ جنہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر کابل فوج کو پسپا کر دیا اس معرکے میں دو مجاہد شہید اور چھ شدید زخمی ہوئے جبکہ کابل فوج کے تین ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ اور گیارہ کابل فوجی ہلاک ہوئے اطلاعات کے مطابق اس کوشش کے بعد قندھار میں محصور کابل فوجیوں میں شدید بددلی اور مایوسی پھیل گئی اور کابل ملیشیا کے متعدد افراد انفرادی طور پر مجاہدین سے رابطہ کر کے ان سے مل رہے ہیں۔

قندہار کو زمینی راستے سے کمک پہنچانے کی کوشش
گرشک کے قریب ناکام بنا دی گئی
شہری چھاپہ مار مجاہدین نے منزل باغ کا اسلحہ خانہ اُڑا دیا

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار میں افغان مجاہدین نے محصور کابل فوجیوں کو زمینی راستے سے کمک پہنچانے کی ایک اور کوشش قندہار کے مغرب میں گرشک کے قریب ۱۰ جون کو ناکام بنادی گئی۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق ہرات، قندہار شاہراہ پر گذشتہ دو ماہ سے رُکے ہوئے سامان رسد کا قافلہ ۱۰ جون گرشک کے فوجی کیمپ سے بکتر بند دستوں کی حفاظت میں قندہار کی جانب نکلا جسے مجاہدین نے قصبے کے باہر ہی آلیا۔ دو ٹینکوں اور سامان رسد سے لدے ہوئے پانچ ٹرکوں کی تباہی کے بعد فوجی قافلہ واپس گرشک پسپا ہوگیا۔ ادھر قندہار شہر میں چھاپہ مار مجاہدین نے ۹ رجون کو شہر کے شمال میں واقع کابل انتظامیہ کا منزل باغ میں اسلحہ کا ذخیرہ اُڑا دیا ہے، جہاں چالیس سے زائد بھاری ہتھیار اور بڑی مقدار میں گولہ بارود اور فوجی سامان تباہ ہو گیا۔ ۱۱ رجون کی رات شہری چھاپہ ماروں نے قندہار شہر کے جنوبی علاقے کابل فوج کی ایک چوکی تباہ کردی، جس میں دو افسروں سمیت سات فوجی ہلاک ہو گئے۔ قندہار کے محاذ پر چار کابل فوجیوں نے اپنے اسلحہ سمیت مجاہد کمانڈر ملا نقیب اللہ کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں وہ اپنے ساتھ چار کلاشنکوف رائفلوں کے علاوہ ایک راکٹ لانچر اور گولہ بارود بھی لائے ہیں۔

صوبہ تخار میں خواجہ غار کے محاذ پر خونریز جھڑپ۔ ایک بریگیڈیر سمیت متعدد کابل فوجی مارے گئے

روسی سرحد پر شمالی افغان صوبے تخار میں مجاہدین نے سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر خواجہ غار کا کنٹرول حاصل کرنے کے لئے حملہ کیا ہے جس میں ایک بریگیڈیر جنرل محمد امین سمیت کابل انتظامیہ کے متعدد فوجی مارے گئے۔ تحریک مزاحمت کے ذرائع کے مطابق گذشتہ ہفتے سے جاری اس حملے کے دوران رشیدف ملیشیا کے بیس ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ کردیں جبکہ سو سے زائد کابل فوجی زخمی بتائے گئے ہیں۔ ادھر شاہراہ سالانگ پر صوبہ بغلان کے قصبے پل خمری کے نزدیک مجاہدین نے تین حفاظتی چوکیاں تباہ کردیں، جہاں خونریز جھڑپ میں دو مجاہد شہید اور سات زخمی ہوگئے اس کاروائی میں بھاری مقدار میں اسلحہ چھوڑ کر کابل فوجی فرار ہوگئے۔

غزنی میں ایئرپورٹ اور حفاظتی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے

افغانستان کے تاریخی شہر غزنی میں مجاہدین نے ہوائی اڈے اور حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا۔ تحریک مزاحمت کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ کمانڈر مولوی گل محمد کی قیادت میں مجاہدین نے ۱۸ رجولائی کو مشہور فلسفی حکیم سنائی سے منسوب سنائی ہائی سیکنڈری سکول پر حملہ کیا جہاں کابل انتظامیہ نے فوجی کیمپ قائم کر رکھا ہے۔ تیز رفتار چھاپہ مار کاروائی میں آٹھ کابل فوجی ہلاک اور سات اسلحے سمیت گرفتار کر لئے گئے

قبل ازیں انہی مجاہدین نے غزنی کے ہوائی اڈے پر یلغار کی جہاں خاد کے دفتر اور حفاظتی چوکی کے علاوہ دیگر

تنصیبات متاثر ہوئیں، اس حملے میں چار کابل فوجی مارے گئے۔

بتایا گیا ہے کہ چھاپہ مار کارروائیوں کے بعد کابل انتظامیہ کے توپخانے نے غزنی کی دیہی آبادیوں پر انتقامی گولہ باری کی جس کے نتیجے میں متعدد مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے جب کہ جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

ھرات کے گرد حفاظتی چوکیوں پر مجاھدین کے حملے

تیس کابل فوجی اسلحے سمیت مجاھدین سے آملے

(از انس افغان) افغانستان کے تیسرے بڑے شہر ہرات کے گرد حفاظتی دائرے کی متعدد چوکیاں مجاہدین کے حملوں میں تباہ کر دی گئیں، جہاں ہرات کا محاصرہ تنگ کیا جا رہا ہے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق صوبہ ہرات کے عالمی شہرت یافتہ کمانڈر اسماعیل خان کی قیادت میں مجاہدین کی تمام تنظیموں نے مشترکہ طور پر جنوب کی طرف سے انجیل اور مغرب میں زندہ جان سے حملہ کیا۔ ۱۹ر جولائی کے حملے میں مجاہدین نے پیر پراندہ کی حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ جہاں ایک وائرلیس سیٹ کے علاوہ بھاری مقدار میں گولہ بارود ان کے ہاتھ آیا۔ اس کارروائی میں پانچ ٹینک اور بکتربند گاڑیاں تباہ کر دی گئیں، جبکہ پچیس کابل فوجی ہلاک ہوگئے۔ تیز رفتار حملے میں چار مجاہد شہید بتائے گئے ہیں، ادھر ہرات کے مشرقی حصے میں پشتون زرغون کے محاصرہ شدہ قصبے سے کابل انتظامیہ کے تیس فوجی اسلحے کے علاوہ گولہ بارود اور تین وائرلیس سیٹ سمیت مجاہدین سے آملے۔

کابل ملیشیا کے ۱۸۰ سپاہی بندوقوں مشین گنوں اور راکٹ لانچروں سمیت مجاہدین سے آملے

(از انس افغان)

روسی سرحد پر واقع قدرتی گیس سے مالامال شمالی افغان صوبے جوزجان میں کابل ملیشیا کے ۱۸۰ سپاہی مجاہدین سے آملے۔ ملیشیا کے افراد نورزئی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو صوبائی دار الحکومت شبرغان کے نواح قدرک نامی گاؤں میں آباد تھے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق کابل ملیشیا کے یہ افراد ایسے سو سے زائد خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے جو قبل ازیں نجیب انتظامیہ کی حمایت کر رہے تھے۔ اور کٹھ پتلی انتظامیہ نے انہیں بڑی تعداد میں اسلحہ اور گولہ بارود کے علاوہ دیگر مراعات دے رکھی تھیں تاکہ روس جانے والی گیس پائپ لائن کے اس علاقے کو "پرامن" رکھا جائے۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین کے ساتھ شامل ہونے والی ملیشیا فورس ۲۸۰ کلاشنکوف رائفلیں، آٹھ بھاری مشین گنیں چار راکٹ لانچر اور بڑی مقدار میں گولہ بارود ساتھ لائے ہیں۔

بغلان میں کابل فوج کی ناکام کارروائی

شمالی افغانستان کے صوبے بغلان میں مجاہدین نے آر پی جی راکٹ لانچروں سے حملہ آور دستوں میں تباہی پھیلادی۔ کابل فوجی بارہ ٹینک ناکارہ چھوڑ کر فرار ہوگئے مزاحمت کے دوران تیس کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ جب کہ چار مجاہد شہید بتائے گئے ہیں۔

اطلاعات کے مطابق بعد ازاں کابل فضائیہ نے بغلان کے دیہی علاقوں پر اندھا دھند انتقامی بمباری کی اندازہ ہے کہ اس بمباری میں بیس افغان شہری شہید ہوگئے جن میں بیشتر بچے اور عورتیں ہیں۔

شہداءِ راہِ حق

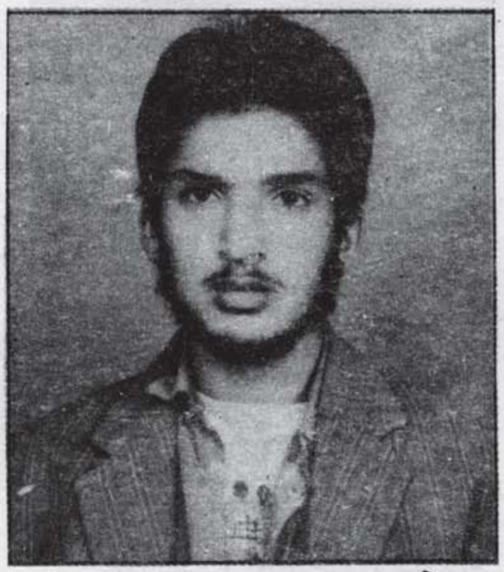

شہید نادر

جناب نادر ولد قادر خان ۲۲ سال قبل صوبہ پکتیا کے علی خیل نامی بستی کے ایک مسلمان ، دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور اسلام کی راہ میں شہادت کے شیدائی تھے۔

جناب نادر خان ابوجندل نامی جہادی فرنٹ میں اعلائے کلمۃ اللہ اور دین و وطن کے دشمن کے خلاف فرائض جہاد انجام دے رہے تھے۔ کئی محاذوں پر روسی اور کابل کٹھ پتلی حکومت کی افواج کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیابیاں حاصل کیں۔

آخر کار ۵ جون ۱۹۹۰ء کو خوست شہر کے قریب "شیخ امیر" نامی دشمن کی فوجی چوکی پر مجاہدین کی طرف سے کارروائی انجام دینے کے دوران دشمن کے ایک بے رحم گولے کا شکار ہوئے اور اس طرح وہ قافلۂ شہداء میں شامل ہو کر ابدی کامیابی حاصل کر گئے۔

شہید ظاہر خان

حاجی خواجہ کے جواں سال بیٹے ظاہر خان صوبہ پکتیا کے "کابل کلے" کے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔

شہید ظاہر خان بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند اور اسلامی مضبوط عقیدے سے مالامال تھے۔

روسی حملہ آور افواج اور داخلی کمیونسٹوں سے ایک طویل مدت تک نہایت مردانگی سے لڑے، کئی محاذوں پر انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا کر کئی روسی فوجی اور وطن فروش کمیونسٹوں کو جہنم رسید کیا۔ بالآخر ۳۰ مارچ ۱۹۹۱ء کو قافلہ شہداء میں شامل ہو کر شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کر گئے۔

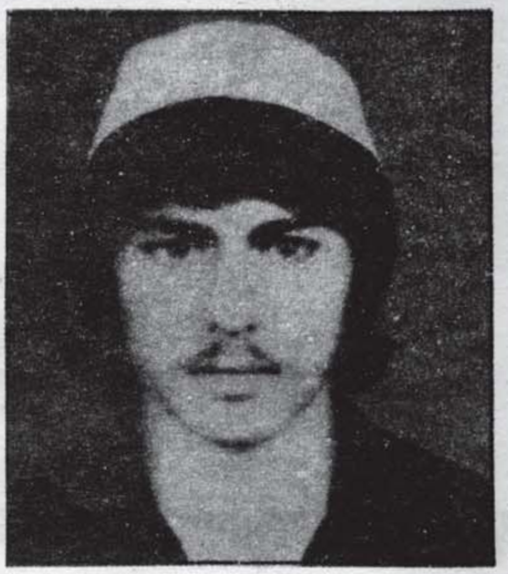

شہید ظفر گل ولد خزان:

جناب خزان کے جواں سال فرزند شہید ظفر گل ۲۰ سال قبل صوبہ پکتیا کے "حسن خیل" نامی بستی کے ایک مسلمان دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے وہ بچپن ہی سے اسلام اور اپنی اسلامی سرزمین سے انتہائی محبت رکھتے تھے، جب وہ عنفوان جوانی پر پہنچے تو افغانستان کی پاک فضاء پر کفر والحاد کے کالے بادل چھانے لگے۔ جواں سال ظفر گل نے تمام دنیوی کاموں سے منہ موڑا بندوق اٹھائی اور اپنے دیگر جیالے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ غاصب روسی سرخ افواج کا مقابلہ کرنے لگا۔

"ابوجندل" نامی جہادی فرنٹ میں مجاہد کی حیثیت سے اپنے دینی فرائض انجام دیتے رہے۔ کئی محاذوں پر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آخر کار ۶ اپریل ۱۹۹۱ء کو بمقام خوست ایئرپورٹ شہادت پائی اور قافلہ شہداء کا راہ رو بن گیا۔

شہید امین شاہ ولد معراج

شہید امین شاہ ولد معراج ۱۹۷۲ء میں پکتیا کے "سردی پان" نامی گاؤں کے ایک مسلمان، دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔

شہید امین شاہ "ابوجندل" نامی جہادی فرنٹ میں ایک نڈر اور جدی مجاہد کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے۔ وہ جناب ایک خوش خلق اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ تمام مجاہدین سے نیک اور حسنہ تعلقات رکھتے تھے جہادی کارروائیوں کے دوران سب سے اگلی صفوں میں رہتے اور سب سے پہلے دشمن پر ٹوٹ پڑتے۔

آخر کار ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جبکہ مجاہدین راہ حق نے دشمن کے "لنگار" نامی فوجی چوکی پر حملہ بول دیا تو امین شاہ بھی اس کاروائی میں پیش پیش تھے، اسی دوران دشمن کے توپ کے ایک بے رحم گولے نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور اس طرح وہ جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید لال گل:

جناب سید اسلام کے جواں سال فرزند شہید لعل گل ۲۱ سال قبل ۱۹۷۰ء میں صوبہ ننگرہار کے سب ڈویژن خوگیانی کے "خرمنہ" نامی گاؤں کے ایک مسلمان محب وطن اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے وہ جناب شوق جہاد و شہادت کے شیدائی تھے، چنانچہ یہی آرزو پوری کرنے کے پیش نظر وہ جناب الحاج مولانا جلال الدین حقانی کی زیر قیادت جہادی فرنٹ "ابوجندل" میں اسلام کی عظمت و سربلندی اور اپنے پیارے ملک افغانستان

کو روسی درندوں اور ان کے افغانی النسل غلاموں کے چنگل سے آزاد کرانے کی خاطر اپنے دیگر جیالے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ جہادی صفوں میں شامل ہوئے دشمن کے خلاف کئی معرکوں میں شریک ہو کر شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ آخر کار اپنی زندگی کے ۲۱ بہاریں گزارنے کے بعد خوست ائیر پورٹ پر ایک شدید لڑائی کے دوران داعی اجل کو لبیک کہا۔ ۲۲ مارچ ۱۹۹۱ء کو شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کرلیا۔

شہید داؤد ولد مومن:

شہید داؤد ولد مومن قومیت منگل صوبہ پکتیا کے "نرمتی" نامی گاؤں کے ایک دین دوست اور محب وطن خاندان میں متولد ہوئے۔

انہوں نے بھی اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف بندوق اٹھائی اور مسلمانہ جہاد کا راستہ اپنایا۔ افغانستان سے روسی افواج کا اخراج اور اعلائے کلمۃ اللہ کی راہ میں شہادت ان کی دلی آرزو تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے یہ دونوں آرزوئیں پوری کردیں، روسی افواج۔ افغانستان سے بھاگ گئے اور بالآخر ۲۲ مارچ ۱۹۹۱ء کو انہیں شہادت بھی حاصل ہوئی۔

شہید حاجی خان

شہید حاجی خان ولد اصغر خیل ۱۹۶۸ء میں صوبہ پکتیا کے متاع سنگر نامی علاقے کے ایک غریب مگر متدین اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ حملہ آور روسیوں اور داخلی لادین کمیونسٹوں کے خلاف برسرپیکار رہ کر کئی محاذوں پر دشمن کو جانی و مالی نقصان پہنچائے۔

آخر کار ۲۰ مارچ ۱۹۹۱ء کو ۲۳ سال کی عمر میں خوست ائیر پورٹ پر دشمن کے خلاف ایک فیصلہ کن لڑائی کے دوران جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید محمد داؤد

شہید محمد داؤد ولد شیر گل نے صوبہ پکتیا کے "بلادٹ" نامی گاؤں کے ایک دین دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔

شہید محمد داؤد نے اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح روسی حملہ آوروں کے خلاف مسلح جہاد کو دنیوی کاموں پر ترجیح دی اور میدان کارزار میں کود پڑے۔ یہ مرد مجاہد دشمن کے خلاف کئی معرکوں میں شریک رہے اور ہر بار اپنی مردانگی کے جوہر دکھا کر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچائے - ۱۸ مارچ ۱۹۹۱ء کو

راہِ حق میں جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شہید اسماعیل

شہید اسمٰعیل خان ولد شربت خان

ٹھیک ۲۵ سال قبل صوبہ پکتیا کے "علی خیل" نامی گاؤں کے ایک مسلمان اور وطن دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں جب روسی افواج نے ہمارے پیارے اور اسلامی ملک پر حملہ کیا اور یہاں کمیونسٹ دہری نظام قائم کرنے لگے تو ہماری غیور قوم نے ان کے خلاف مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا شہید اسمٰعیل جب بندوق اٹھانے کے قابل ہوئے تو انہوں نے بھی مسلح جہاد کا آغاز کیا اور دشمن کے لئے قہر سامان بن گئے۔ وہ "ابو جندل" نامی جہادی فرنٹ سے ایک مجاہد کی حیثیت سے وابستگی رکھتے تھے۔ کئی معرکوں میں شرکت کر کے دشمن کا منہ کالا کر دیا۔

آخر کار یکم فروری ۱۹۹۱ء کو ملیزائی کے علاقے میں دشمن کا ایک بے رحم گولہ ان کے سینے پر آ لگا اور شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

شہید شیر محمدؐ:

شہید شیر محمد ولد بادشاہ ۱۹۶۳ء میں صوبہ پکتیا کے سکندر خیل نامی علاقے کے ایک مسلمان، دین دوست اور وطن دوست گھرانے میں متولد ہوئے وہ جناب خاندانی تربیت اور اسلامی ماحول کی بنا پر مضبوط اسلامی عقیدے کے مالک تھے جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ان کے دل میں شہادت کی آرزو سمائی ہوئی تھی۔ افغانستان میں روسی گماشتوں کے ذریعے نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہونے کے فوراً بعد انہوں نے بندوق اٹھائی اور تحفظ ناموس اسلام اور بعد میں روسی

حملہ آور افواج کے خلاف اپنی اسلامی سرزمین کی آزادی کی خاطر جیالے مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو کر شاندار کارنامے انجام دیئے۔ آخر کار ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء کو ۲۸ سال کی عمر میں شیخ امیر نامی فوجی چوکی پر حملے کے دوران شدید لڑائی شہید ہو کر رحمت الٰہی سے پیوستہ ہوئے

شہید روژہ دین جناب الحاج جلال الدین حقانی کی زیر قیادت ابو جندل نامی جہادی فرنٹ میں دشمنانِ دین و وطن کے خلاف منصب جہادی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آخر کار ۸ مارچ ۱۹۹۱ء کو ملیزائی نامی ایک فوجی چوکی فتح کرنے کے دوران جامِ شہادت نوش کر گئے۔

لالہ صحرائی

نعت

بکھر گیا ہوں مَیں بے طرح اب گناہوں سے
سمیٹ دیجئے ، آقاؐ ! مجھے نگاہوں سے

کرم مسافرِ یثرب پہ ہے خدا کا بہت
بگولے اٹھتے ہیں ، فوّارے بن کے راہوں سے

خوشا ، وہ گنبدِ خضریٰ ، وہ جنّتِ دیدار
مَیں چوموں اس کو لبِ شوق یا نگاہوں سے

نقوشِ سیرتِ احمدؐ ہیں رہبرِ جنّت
ہوں مستنیر نبوّت کی جلوہ گاہوں سے

چلا ہوں جانبِ بطحا ، بغیر زادِ سفر
خریطہ پُر ہوا ، اشکوں سے اور آہوں سے

ملے جو اذنِ دگر ، مجھ کو دیدِ روضہ کا
مَیں پی ہی جاؤں ، وہ شیریں سماں نگاہوں سے

پنہ ملی ہے ، مجھے تاجدارِ یثربؐ کی
مَیں بے نیاز ہوں ، اب سب جہاں پناہوں سے

افغان مجاہدین کی فوجی تربیت پانے کے بعد ایک فوجی پریڈ کی نمائش

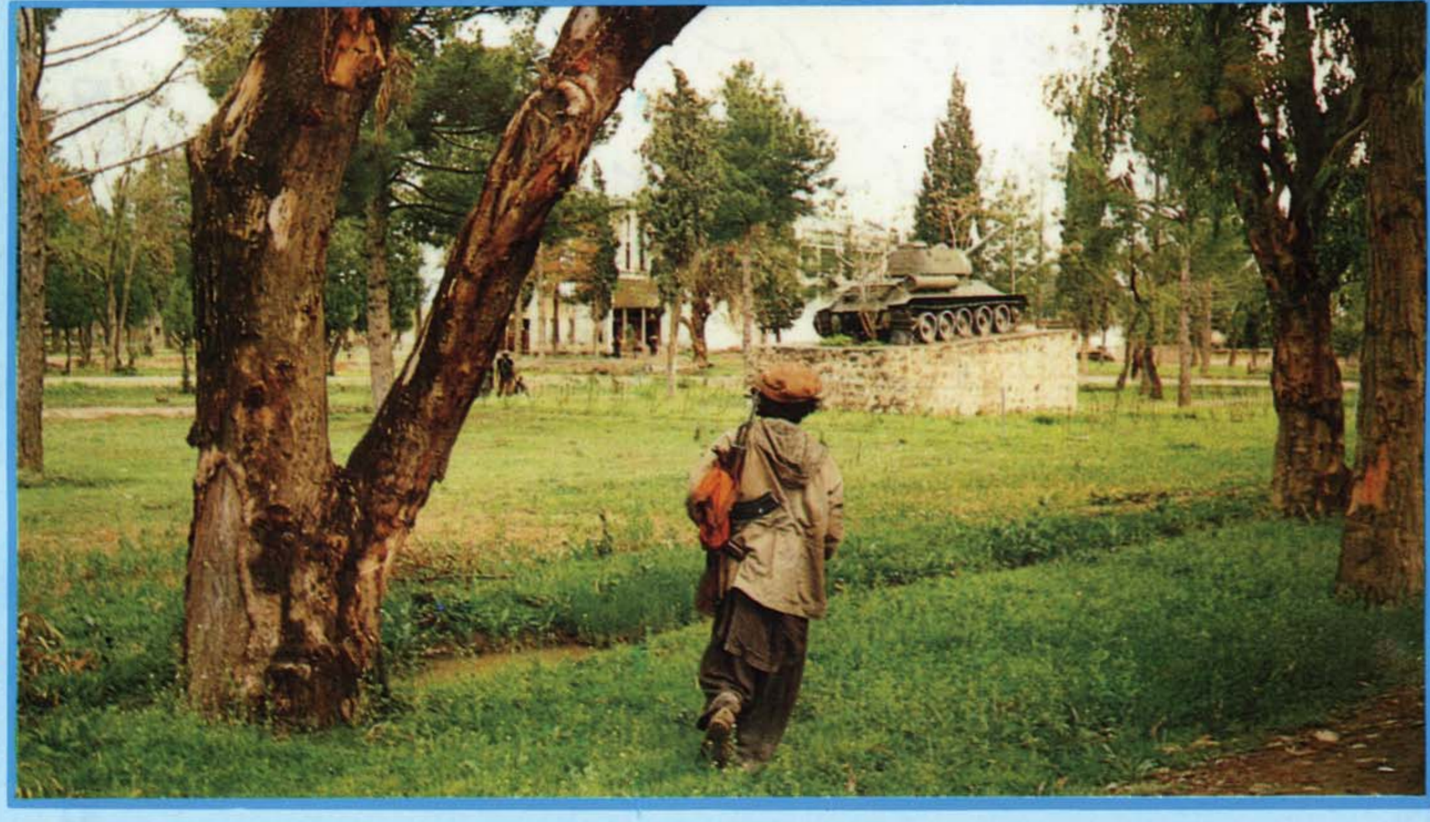

مفتوحہ شہر "خوست" کے ایک گوشے کا منظر